باسمہٖ تعالیٰ

اضافہ شدہ جدید ایڈیشن

صدقہ کا صحیح طریقہ

اور

بکرے کا صدقہ

مؤلف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

باسمہٖ تعالیٰ

صدقہ کا صحیح طریقہ

اور

بکرے کا صدقہ

شرعی صدقہ پر مُرَتَّب ہونے والے فضائل وفوائد
شرعی صدقہ کے مقاصد اور مقبول صدقہ کی شرائط
صدقہ میں بے جا قیود اور فضول پابندیوں کے نقصانات
بکرے کے مروّجہ صدقہ کا شرعی حکم اور بکرے کے صدقہ
کرنے کی نیت کر لینے اور منت مان لینے کے بعد شرعی حکم
عباداتِ مالیہ سے متعلق شرعی وعلمی قواعد وضوابط

مؤلف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

نام کتاب: صدقہ کا صحیح طریقہ اور بکرے کا صدقہ
مؤلف: مفتی محمد رضوان
طباعتِ اوّل: ربیع الثانی/ ۱۴۲۷ھ مئی/ 2010ء
طباعتِ دوم: شعبان/ ۱۴۳۱ھ جولائی/ 2010ء
صفحات: ۸۸

ملنے کا پتہ
ادارہ غفران چاہ سلطان گلی نمبر 17 راولپنڈی پاکستان۔فون 051-507270

فہرست

جس آدمی کے پاس دو درہم ہیں، اور اس نے ان میں سے ایک کا صدقہ کر دیا، تو گویا کہ اس نے اپنا آدھا مال صدقہ کر دیا، اور اس کے مقابلہ میں دوسرے شخص کے پاس بہت زیادہ مال اور ہزاروں درہم ہیں، اور اس نے ان میں سے سو درہم صدقہ کر دیئے، تو پہلے کا ثواب زیادہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غریب آدمی بھی اپنی حیثیت کے مطابق تھوڑا صدقہ کر کے امیر آدمی کے زیادہ صدقہ سے زیادہ ثواب حاصل کر سکتا ہے، بشرطیکہ اخلاص اور شرعی پابندیوں کا لحاظ ہو (صفحہ۳۲،۳۳)

شرعاً صدقہ کے لئے بکرے اور کسی دوسرے جانور یا کسی دوسری چیز کی تخصیص نہیں ہے بلکہ صدقہ اس چیز کا کرنا چاہئے جس سے غریبوں اور محتاجوں وضرورتمندوں کی زیادہ بہتر طریقہ پر مدد ہو، کیونکہ صدقہ دراصل غریبوں کی ضروریات پوری کرنے اور ان کا بہتر طریقہ پر تعاون کرنے کا نام ہے، اور غریبوں کی ضروریات مختلف قسم کی ہوتی ہیں۔ اسی لئے شریعت نے صدقہ کے لئے بکرے یا کسی دوسری چیز کو مخصوص نہیں کیا (صفحہ۷۲)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

اسلام میں جن چیزوں کو عبادت قرار دیا گیا ہے، ان میں سے بعض کا تعلق بدن کے ساتھ ہے، اور وہ بدنی عبادات کہلاتی ہیں، جیسے نماز، روزہ۔

اور بعض عبادات کا تعلق مال کے ساتھ ہے، اور وہ مالی عبادات کہلاتی ہیں۔

مالی عبادات میں زکاۃ کا درجہ سرِفہرست ہے، اور زکاۃ کے ساتھ ساتھ واجبی اور نفلی صدقات بھی مالی عبادات ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔

قرآن وسنت میں زکاۃ اور صدقات کے عظیم الشان فضائل اور فوائد آئے ہیں، جن کے اخروی فضائل وفوائد تو اپنی جگہ ہیں، اور بہت عظیم ہیں، اسی کے ساتھ زکاۃ وصدقات کے دنیاوی فوائد بھی بے شمار ہیں۔

لیکن ظاہر ہے کہ خواہ زکاۃ کا معاملہ ہو یا صدقات کا، نماز، روزے کی طرح زکاۃ وصدقات کے صحیح اور مقبول ہونے کے لئے کچھ شرائط وآداب ہیں، جن کو ملحوظ رکھ کر ہی زکاۃ وصدقات کے اخروی ودنیاوی فضائل وفوائد کو حاصل کیا جانا ممکن ہے۔

مگر شریعت کے احکام سے جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے بہت سے لوگ زکاۃ وصدقات وغیرہ کے عنوان سے بھاری بھرکم مال خرچ کرنے کے باوجود زکاۃ وصدقات کے بے شمار فضائل وفوائد سے نہ صرف یہ کہ محروم رہتے ہیں، بلکہ بعض اوقات نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق بن جاتے ہیں۔

اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہمارے یہاں بکرے کے صدقے کا مروجہ طریقہ ہے، کہ شرعی صدقہ کی حقیقت اور اس کے صحیح مفہوم کو نظرانداز کر کے بہت سے لوگوں نے اس میں لاعلمی کے باعث اپنی طرف سے بے شمار ایسی پابندیاں اور شرائط عائد کر دی ہیں کہ جن کی وجہ سے بلاوجہ کی مشقت اور پریشانی تو اپنی جگہ ہے ہی، اسی کے ساتھ صدقہ کے حقیقی فضائل وفوائد سے محرومی بلکہ بعض صورتوں میں کئی گناہ بھی لازم آ رہے ہیں۔ اسی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے زیرِنظر مختصر رسالہ ترتیب دیا گیا ہے، جو اس سے پہلے بھی اختصار کے ساتھ شائع ہو چکا ہے، اس مرتبہ کی اشاعت میں کچھ مزید مفید اضافے شامل کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

محمد رضوان ۱۵/شعبان/۱۴۳۱ھ 28/جولائی/2010ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرعی صدقہ کے فضائل وفوائد

سب سے پہلے شرعی صدقہ پر مرتب ہونے والے چند فضائل وفوائد ذکر کئے جاتے ہیں، تاکہ ہر مسلمان شوق وذوق کے ساتھ شرعی صدقہ کا اہتمام کرے۔

شرعی صدقہ پر ملنے والا اَجروثواب سات سو گنا تک ہوتا ہے

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شرعی صدقہ کا ثواب سات سو گنا تک بڑھا کر عطا کیا جاتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (سورۃ بقرۃ آیت ۲۶۱)

ترجمہ: ان لوگوں کی مثال جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں (یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق) اپنے مال خرچ کرتے ہیں، ان کی مثال ایسی ہے، جیسے ایک دانہ سات بالیں اُگائے (اور) ہر بال میں سو دانے ہوں، اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے (ثواب میں) کئی گنا اضافہ کردیتا ہے، اللہ بہت وسعت والا؛ بڑے علم والا ہے (ترجمہ ختم)

اس آیت سے صدقہ کی فضیلت معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ اس کا ثواب بہت زیادہ بڑھ چڑھ کر عطا فرماتے ہیں، جو کہ سات سو گنا تک ہوتا ہے، جس طرح ایک دانے سے سات بالیں، اور ہر بال میں سو دانے ہوں، جن کا مجموعہ سات سو بنتا ہے۔

بس اسی طرح اللہ تعالیٰ شرعی صدقہ پر سات سو گنا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ [1]

---

[1] (مَثَلُ)صفة نفقات(الذين يُنفِقُونَ أموالهم فِي سَبِيلِ الله)أي طاعته(كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلّ سُنبُلَةٍ مّائَةُ حَبَّةٍ)فكذلك نفقاته تُضاعَف لسبعمائة ضعف (والله يضاعف)أكثر من ذلك (لِمَن يَشَاء والله واسع)فضله(عَلِيمٌ)بمن يستحق المضاعفة (تفسير البيضاوى، البقرة آيت ٢٦١)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

شرعی صدقہ کو اللہ تعالیٰ بڑھاتے ہیں

اور قرآن مجید ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ شرعی صدقات کو بہت زیادہ بڑھاتے ہیں، چنانچہ ارشاد ہے:

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِى الصَّدَقَاتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيْمٍ (سورة بقرة آيت ٢٧٦)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ربا (سود) کو مٹاتے (وگھٹاتے) ہیں، اور صدقات کو بڑھاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہر کافر (جو ربا وسود کو حلال سمجھتا ہو) اور گناہ گار (جو سود کو کھاتا ہو) کو پسند نہیں فرماتے (ترجمہ ختم)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ سود وربا کو گھٹاتے اور کم کرتے ہیں، اور اس کی برکت کو ختم کرتے ہیں، تو اس کے مقابلے میں صدقات کو اجر وثواب کے اعتبار سے بڑھاتے رہتے ہیں۔ [1]

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

أَلَمْ يَعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (سورة توبة آيت ١٠٤)

ترجمہ: کیا لوگ یہ نہیں جانتے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کی توبہ کو قبول فرماتے ہیں، اور صدقات کو لیتے ہیں، اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی بہت زیادہ توبہ قبول فرمانے والے اور رحم فرمانے والے ہیں (ترجمہ ختم)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ شرعی صدقات کو خصوصی اہمیت کے ساتھ قبول فرماتے ہیں، اور اس سے پہلی آیت سے معلوم ہو چکا کہ اس کے اجر وثواب کو اپنے خصوصی قرب کے ساتھ بڑھاتے

---

[1] (يَمْحَقُ الله الربا) ينقصه ويذهب بركته (وَيُرْبِى الصدقات) يزيدها وينمّيها ويضاعف ثوابها (والله لاَ يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ) بتحليل الربا (أَثِيمٍ) فاجر بأكله أى يعاقبه (تفسير الجلالين ،سورة البقرة آيت ٢٧٦)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بھی رہتے ہیں۔ [۱]

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

مَا تَصَدَّقَ رَجُلٌ بِصَدَقَةٍ إِلَّا وَقَعَتْ فِيْ يَدِ اللهِ قَبْلَ أَنْ تَقَعَ فِيْ يَدِ السَّائِلِ ، وَهُوَ يَضَعُهَا فِيْ يَدِ السَّائِلِ ،ثُمَّ قَرَأَ عَبْدُ اللهِ (أَلَمْ يَعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ) (الاموال للقاسم بن سلام حديث نمبر ۱۳۷ے)

ترجمہ: جو کوئی بھی آدمی (ایمان کی حالت میں؛ اخلاص کے ساتھ) صدقہ کرتا ہے، تو مستحق کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں پہنچتا ہے، حالانکہ ظاہر میں وہ مستحق کے ہاتھ میں رکھتا ہے، پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہی سورۂ توبہ کی آیت تلاوت فرمائی کہ:

أَلَمْ يَعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ.

کہ کیا لوگ یہ نہیں جانتے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کی توبہ کو قبول فرماتے ہیں،

---

[۱] والمختار عندى أن المراد بأخذ الصدقات الاعتناء بأمرها ووقوعها عنده سبحانه موقعاً حسناً ، وفى التعبير به ما لا يخفى من الترغيب .وقد أخرج عبد الرزاق عن أبى هريرة أن الله تعالى يقبل الصدقة إذا كانت من طيب ويأخذها بيمينه وإن الرجل ليتصدق بمثل اللقمة فيربيها له كما يربى أحدكم فصيله أو مهره فتربو فى كف الله تعالى حتى تكون مثل أحد .وأخرج الدارقطنى فى الأفراد عن ابن عباس قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : "تصدقوا فإن أحدكم يعطى اللقمة أو الشىء فيقع فى يد الله عز وجل قبل أن يقع فى يد السائل ثم تلا هذه الآية . "وفى بعض الروايات ما يدل على أنه ليس هناك أخذ حقيقة ، فقد أخرج ابن المنذر .وغيره عن أبى هريرة قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :والذى نفسى بيده ما من عبد يتصدق بصدقة طيبة من كسب طيب ولا يقبل الله تعالى إلا طيباً ولا يصعد إلى السماء إلا طيب فيضعها فى حق إلا كانت كأنما يضعها فى يد الرحمن فيربيها له كما يربى أحدكم فلوه أو فصيله حتى ان اللقمة أو التمرة لتأتى يوم القيامة مثل الجبل العظيم " .وتصديق ذلك فى كتاب الله تعالى ألم يعلموا ان الله يقبل التوبة الآية .و (ءالَ) فى الصدقات يحتمل أن تكون عوضاً عن المضاف إليه أى صدقاتهم وإن تكون للجنس أى جنس الصدقات المندرج فيه صدقاتهم اندراجاً أولياً وهو الذى يقتضيه ظاهر الأخبار (تفسير الآلوسى،سورة توبة آيت ۱۰۴)

اور صدقات کو لیتے ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصَدَّقَ أَحَدٌ بِصَدَقَةٍ مِنْ طَيِّبٍ - وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ إِلَّا الطَّيِّبَ -إِلَّا أَخَذَهَا الرَّحْمٰنُ بِيَمِيْنِهٖ وَإِنْ كَانَتْ تَمْرَةً فَتَرْبُوْ فِيْ كَفِّ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى تَكُوْنَ أَعْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ أَوْ فَصِيْلَهٗ (مسلم، حديث نمبر ۲۳۸۹، كتاب الزكاة، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها، واللفظ لهٗ، سنن النسائى سنن ابنِ ماجة، ترمذى، مسند أحمد، سنن الدارمى)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بھی (ایمان واخلاص کے ساتھ) حلال وپاکیزہ مال سے صدقہ کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ تو حلال اور پاکیزہ ہی صدقہ کو قبول فرماتے ہیں، تو رحمٰن (گویا کہ) اس کو اپنے دائیں (ہاتھ) سے (یعنی توجہ واہتمام کے ساتھ) قبول فرماتے ہیں، اگرچہ وہ ایک چھوارہ ہی کیوں نہ ہو، پھر وہ صدقہ (اللہ) رحمٰن کے ہاتھ میں تربیت پاتا (اور بڑھتا ہے) یہاں تک کہ وہ پہاڑ سے بھی زیادہ بڑا ہوجاتا ہے، جس طرح سے تم میں سے کوئی اپنے بچھڑے یا (اونٹ یا گائے کے) ماں سے الگ کئے ہوئے بچے کی تربیت وپرورش کرتا ہے (ترجمہ ختم)

اور بخاری شریف کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ إِلَّا الطَّيِّبَ وَإِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهٖ كَمَا يُرَبِّيْ أَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ (بخارى، حديث نمبر ۱۳۲۱، كتاب الزكاة، باب الصدقة من كسب طيب)

ترجمہ: جس نے ایک چھوارے کے برابر پاکیزہ اور حلال کمائی سے صدقہ کیا، اور اللہ تعالیٰ تو حلال وپاکیزہ صدقہ ہی قبول فرماتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اس صدقہ کو (گویا کہ) اپنے دائیں (ہاتھ) سے قبول فرماتے ہیں، پھر اس کی صدقہ دینے والے کے لئے اس

طرح تربیت کرتے (اور بڑھاتے ہیں) جس طرح کہ تم میں سے کوئی بچھڑے (اونٹ یا گائے کے بچے) کی تربیت و پرورش کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ کے مثل (بڑا) ہو جاتا ہے (ترجمہ ختم)

اور قیامت کے دن اس کا اَجر وثواب اسی عظیم صورت میں حاصل ہوگا۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقہ حلال مال سے کرنا چاہئے۔ [1]

اور مسند احمد کی ایک روایت کے آخر میں یہ بھی ہے کہ:

وَقَالَ وَكِيعٌ فِيُ حَدِيثِهِ وَتَصُدِيُقُ ذٰلِکَ فِيُ كِتَابِ اللهِ (وَهُوَ الَّذِیُ يَقُبَلُ

---

[1] قوله صلى الله عليه وسلم من تصدق بصدقة من كسب طيب يريد حلالا ولا يقبل الله إلا الحلال يريد -والله أعلم- أن من تصدق بصدقة من الحرام فإنه غير مأجور عليها بل هو مأثوم فيه حين لم يرده إلى مستحقه، وقوله صلى الله عليه وسلم ولا يقبل الله عز وجل إلا طيبا معناه -والله أعلم- أن يعتد له بها صدقة ويريد أن يثيبه عليها، وقوله صلى الله عليه وسلم كان إنما يضعها في كف الرحمن يحتمل أن يريد عظم إثابة الله عز وجل له عليها وحفظه لها، وكف الرحمن سبحانه وتعالى بمعنى يمينه وقوله صلى الله عليه وسلم فيربيها له كما يربي أحدكم فلوه يريد أن الله عز وجل ينمي الصدقة بتضعيف أجرها كما ينمي الإنسان الفلو وهو أنثى ولد الخيل من ذكور الحمر أو فصيله وهو ولد الناقة؛ لأن هذا مما جرت عادة الناس بتنميته بالتربية ورجاء زيادته، وقوله صلى الله عليه وسلم حتى يكون مثل الجبل يريد -والله أعلم- يبلغ بتنمية الله عز وجل أن يكون ثوابها كالجبل قال الله عز وجل مثل الذين ينفقون أموالهم في سبيل الله كمثل حبة أنبتت سبع سنابل في كل سنبلة مائة حبة، والله يضاعف لمن يشاء، والله واسع عليم (المنتقىٰ شرح المؤطا، كتاب الجامع، باب الترغيب في الصدقة)

(وعنه قال: قال رسول الله: من تصدق بعدل تمرة) قال الحافظ في الفتح: أي بقيمتها لأنه بالفتح المثل، وبالكسر الحمل بكسر المهملة هذا قول الجمهور. وقال الفراء بالفتح: المثل من غير جنسه، وبالكسر من جنسه، وقيل: بالفتح مثله في القيمة وبالكسر الشطر، وأنكر البصريون هذه التفرقة، وقال الكشاف: هما بمعنى، كما أن لفظ المثل لا يختلف، وضبط في هذه الرواية الأكثر بالفتح والتمرة بالمثناة، ولفظ مسلم: ما تصدق أحد بصدقة (من كسب طيب) أي حلال خال عن الغشّ والخديعة، وقوله: (ولا يقبل الله إلا الطيب) جملة معترضة بين الشرط والجزاء لتقرير ما قبله، وفي رواية سليمان ابن بلال التي أشار إليها البخاري: ولا يصعد إلى الله إلا الطيب قال القرطبي: وإنما لم يقبل الله الصدقة بالحرام لأنه غير مملوك للمتصدق، وهو ممنوع من التصرف فيه والتصدق به تصرف فيه، فلو قبل لزم أن يكون الشيء مأموراً ومنهياً من وجه واحد وهو محال (دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، باب الكرم والجود)

التَّـوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ)(وَيَـأْخُـذُ الـصَّـدَقَاتِ)وَ(يَـمْـحَـقُ اللّٰهُ الـرِّبَا وَيُرْبِى الصَّدَقَاتِ)(مسند احمد حديث نمبر ۱۰۰۸۸)[1]

ترجمہ: (اوراس حدیث کے راوی) وکیع نے اس حدیث کے آخر میں یہ بھی فرمایا کہ اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بھی ان آیات میں موجود ہے:

وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ . وَیَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ .

یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَیُرْبِی الصَّدَقَاتِ .

کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کی توبہ کو قبول فرماتے ہیں، اور صدقات کو لیتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ ربا (وسود) کو مٹاتے (وگھٹاتے) ہیں، اور صدقات کو بڑھاتے ہیں (ترجمہ ختم)

قرآن مجید کی مذکورہ آیات اور احادیث و روایات سے شرعی صدقہ کی عظیم قبولیت اور فضیلت بالکل ظاہر ہے۔

شرعی صدقہ ایمان کی دلیل ہے

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْإِيْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالـصَّلَاةُ نُـوْرٌ وَالـصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَـلَيْكَ كُـلُّ الـنَّاسِ يَغْدُوْ فَبَايِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا (مسلم حديث نمبر ۵۵۶، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء)[2]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پاکی نصف (یعنی آدھا) ایمان ہے، اور "الحمد

---

[1] حـديث صحيح، وهذا إسناد حسن في المتابعات، عباد بن منصور -وإن كان فيه ضعف- يعتبر بـه فـي الـمتـابـعات فيحسن حديثه، وقد تابعه في هذا الحديث أيوب بن أبي تميمة فيما سلف برقم (۷۶۳۴) ، وباقي رجال الإسناد ثقات رجال الشيخين(حاشية مسند احمد)

[2] ورواه الترمذى حديث نمبر ۳۴۳۹، باب ماجاء في عقد التسبيح باليد ، سنن ابن ماجه حديث نمبر ۲۷۶، كتاب الطهارة، باب الوضوء شطر الايمان ،مسند احمد.

للّٰہ" میزانِ عمل کو پُر کر دیتا ہے، اور "سبحان اللّٰہ" اور "الحمد للّٰہ" دونوں میزانِ عمل کو بھر دیتے ہیں، یا یہ فرمایا کہ زمین اور آسمان کے درمیانی حصہ کو بھر دیتے ہیں، اور نماز (دل اور قبر وحشر میں) نور ہے، اور صدقہ برہان (یعنی واضح حجت ودلیل) ہے، اور صبر روشنی ہے، اور قرآن آپ کے حق میں یا آپ کے خلاف حجت ہے، تمام لوگ اس حال میں صبح کرتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کی بیع کرتے ہیں، پھر کوئی اپنے آپ کو (نیک اعمال کرکے عذاب سے) آزاد کرالیتا ہے، یا اپنے آپ کو (گناہ کرکے عذاب میں گرفتار) وہلاک کرالیتا ہے (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں فرمایا گیا کہ صدقہ برہان ہے، برہان ایسی دلیل اور حجت کو کہا جاتا ہے، جو کہ بالکل ظاہر اور مستحکم ہو، صدقہ دراصل ایمان اور محبتِ الٰہی کی واضح دلیل ہے، کیونکہ صدقہ سے دل کا تعلق مال اور دنیا سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ کی طرف ہوجاتا ہے، گویا کہ صدقہ حبِ مال (یعنی مال کی محبت) کا علاج ہے، نیز صدقہ کا عمل وہی شخص کرتا ہے، جس کے دل میں اللہ وآخرت کی محبت ہو۔ [1]

شرعی صدقہ گناہوں کی معافی اور پاکی کا ذریعہ ہے

نیز احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ سے انسان کو پاکی حاصل ہوتی ہے، یعنی اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت کعب بن عجرہ کو فرمایا:

وَالصَّدَقَةُ تُطْفِءُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِءُ الْمَاءُ النَّارَ (مسند احمد، حديث نمبر ۱۴۷۴۶ ومسند ابی یعلی موصلی، حديث نمبر ۱۹۵۰، ابن حبان، حديث نمبر ۱۷۲۳)

---

[1] (والصدقة برهان) حجة جليلة على إيمان صاحبها أو أنه على الهدى أو الفلاح أو لكون الصدقة تنجيه عند الحساب كما تنجي الحجة عند المحاكمة وقال القزويني :الصدقة برهان على جزم المتصدق بوجود الآخرة وما تتضمنه من المجازات لأن المال محبوب للنفوس المنصفة بالخواص الطبيعية فلا يقدر على بذل المال ما لم يصدق بانتفاعها فيما بعد بثمرات ما يبذله وفوزها بالعوض وحصول السلامة من ضرر متوقع بسبب فعل قرنت به عقوبة (فيض القدير شرح الجامع الصغير من أحاديث البشير النذير تحت حديث رقم ۵۳۴۳)

ترجمہ: اور صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے (ترجمہ ختم) [۱]

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَالصَّدَقَةُ تُطْفِءُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِءُ الْمَاءُ النَّارَ (ترمذی حدیث نمبر ۲۵۴۱، کتاب الایمان، باب ما جاء فی حرمة الصلاة، ابن ماجه، ومسند احمد)

ترجمہ: اور صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ہی ایک روایت میں ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْحَسَدُ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِءُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِءُ الْمَاءُ النَّارَ وَالصَّلَاةُ نُوْرُ الْمُؤْمِنِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ (ابن ماجة حديث نمبر ۴۲۰۰، کتاب الزهد، باب الحسد، واللفظ لهٗ، شعب الايمان للبيهقی حديث نمبر ۶۱۸۶، مسند ابی يعلىٰ حديث نمبر ۳۶۵۵، مسند البزار حديث نمبر ۲۲۱۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا لیتا ہے، جس طرح آگ لکڑی کو کھا لیتی ہے، اور صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، اور نماز مؤمن کا نور ہے، اور روزہ (جہنّم کی) آگ سے بچانے

---

[۱] قال الهيثمي:
. "رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَزَّارُ وَزَادَ " :لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ ، النَّارُ أَوْلٰى بِهِ . " وَرِجَالُهُمَا رِجَالُ الصَّحِيحِ .(مَجْمَعُ الزَّوَائِدِ،بَابٌ فِيمَنْ يُصَدِّقُ الْأُمَرَاءَ بِكَذِبِهِمْ وَيُعِينُهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ)

وقال في موضع:
. "رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ غَيْرَ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي إِسْرَائِيلَ ، وَهُوَ ثِقَةٌ مَأْمُونٌ .(مجمع الزوائد ج۱۰ ص۲۳۰)

وقال المنذری:
رواه أبو يعلى بإسناد صحيح(الترغيب والترهيب، تحت حديث رقم ۱۲۸۰)

کے لیے ڈھال (کی طرح) ہے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ شرعی صدقہ سے انسان کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

شرعی صدقہ شیطان سے خلاصی کا ذریعہ ہے

ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

مَـا يُـخْرِجُ رَجُلٌ شَيْئًا مِنَ الصَّدَقَةِ حَتَّى يَفُكَّ عَنْهَا لَحْيَىْ سَبْعِينَ شَيْطَانًا

(مسند احمد حديث نمبر ۲۲۹۶۲) [۱]

ترجمہ: جو آدمی کسی چیز کا صدقہ نکالتا ہے، تو وہ اس صدقہ کے ذریعہ سے ستر شیطان کے جبڑوں سے خلاصی پالیتا ہے (ترجمہ ختم)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کا مضمون مروی ہے۔ [۲]

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے شریعت کے مطابق کئے جانے والے صدقہ سے شیطانوں کی دسترس سے مومن کی غیر معمولی حفاظت ہوتی ہے۔ [۳]

---

[۱] ورواه صحيح ابنِ خزيمة حديث نمبر ۲۲۶۱، شعب الايمان للبيهقى حديث نمبر ۳۱۹۹،مستدرک حاكم حديث نمبر ۱۴۶۸، مسند البزار حديث نمبر ۴۴۵۶،الاموال للقاسم بن سلام حديث نمبر ۷۴۰،الاموال لابن زنجويه حديث نمبر ۱۰۴۲.

قال الهيثمى:

رواه أحمد والبزار والطبرانى فى الاوسط ورجاله ثقات .(مجمع الزوائد ج۳ص ۱۰۹ ،باب ارغام الشيطان بالصدقة)

وقال الحاكم:هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ(حواله بالا)

وفى حاشية مسند احمد:

رجاله ثقات رجال الشيخين غير أن الأعمش -وهو سليمان بن مهران -لم يسمع من ابن بريدة فيما يظن أبو معاوية -وهو محمد بن خازم الضرير -فى هذا الحديث.

[۲] عَنْ أَبِى ذَرٍّ ، قَالَ :مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ صَدَقَةٍ تَخْرُجُ ، حَتَّى يُفَكَّ عَنْهَا لِحْيَا سَبْعِينَ شَيْطَانًا ، كُلُّهُمْ يَنْهَاهُ عَنْهَا .(مصنف ابنِ ابى شيبة حديث نمبر ۹۹۰۵)

[۳] (ما يخرج رجل) أى انسان (شيأ من صدقة حتى يفک عنها لحى سبعين شيطانا) لان الصدقة انما يقصد بها ابتغاء رضا الله والشياطين بصدد منع الآدمى من ذلک (حم ک عن بريدة) باسناد صحيح(التيسير بشرح الجامع الصغيرللمناوى ، حرف الميم)

شرعی صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے حفاظت کا ذریعہ ہے

ایک حدیث میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے:

إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِءُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ عَنْ مِيتَةِ السُّوْءِ (ترمذی، حدیث نمبر ۶۰۰، کتاب الزکاۃ، باب ماجاء فی فضل الصدقۃ، واللفظ لہٗ، شعب الایمان للبیہقی حدیث نمبر ۳۰۸۰، صحیح ابنِ حبان حدیث نمبر ۳۳۰۹ عن انس) [۱]

ترجمہ: صدقہ رب کے غضب کو بجھاتا ہے، اور بری موت کو دور کرتا ہے (ترجمہ ختم)

اور ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

وَالصَّدَقَةُ تُطْفِءُ غَضَبَ الرَّبِّ كَمَا يُطْفِءُ الْمَاءُ النَّارَ ."(المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۵۲۶۱ عن کعب بن عجرۃ)

ترجمہ: اور صدقہ رب تعالیٰ کے غضب کو اس طرح بجھا دیتا ہے، جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے (ترجمہ ختم)

اور ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

"إِنَّ صَدَقَةَ السِّرِّ تُطْفِيءُ غَضَبَ الرَّبِّ "(المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۶۳۶۲ عن بھز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ) [۲]

ترجمہ: چھپ کر صدقہ کرنا، رب تعالیٰ کے غضب کو بجھا دیتا ہے (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ شرعی صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے حفاظت ونجات کا ذریعہ ہے۔

اس قسم کی اور بھی روایات ہیں۔ اور چھپ کر صدقہ کرنے کی قید اخلاص کو ملحوظ رکھنے کے لئے ہے۔ [۳]

---

[۱] قَالَ أَبُو عِيسَى :هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

[۲] قال المنذری: رواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ صدقۃ بن عبد اللہ السمین ولا بأس بہ فی الشواھد (الترغیب والترھیب، تحت حدیث رقم ۱۳۱۶)

[۳] عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ":صَنَائِعُ الْمَعْرُوفِ تَقِي مَصَارِعَ السُّوءِ ، وَصَدَقَةُ السِّرِّ تُطْفِءُ غَضَبَ الرَّبِّ، وَصِلَةُ الرَّحِمِ تَزِيدُ فِي

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

شرعی صدقہ کرنے والے کو قیامت کے دن سایہ حاصل ہوگا

ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ اَلْإِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اِجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّيْ أَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ أَخْفٰى حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ (بخاری، حديث نمبر ۶۲۰، كتاب الاذان،باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة وفضل

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الْعُمُرِ."(المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۷۹۳۹)

قال الهيثمي:

رواه الطبراني في الكبير وإسناده حسن(مجمع الزوائد ج۳ص۱۱۵)

وقال المنذري:

رواه الطبراني في الكبير بإسناد حسن (الترغيب والترهيب، تحت حديث رقم۸۸۹)

وقال السخاوي:

حَدِيث :صَدَقَةُ السِّرِّ تُطْفِءُ غَضَبَ الرَّبِّ، الطبراني في الصغير، ومن جهته القضاعي من جهة أبي جعفر محمد بن علي بن الحسين قال :قلت لعبد اللّٰه بن جعفر :حدثنا حديثا سمعته من رسول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقال :سمعت رسول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وذكره، وفيه أصرم بن حوشب وهو ضعيف، ولكن له شواهد منها عن أبي سعيد الخدري مرفوعا مثله، أخرجه الحارث بن أبي أسامة في مسنده، وأبو الشيخ في الثواب، والبيهقي في الشعب، وفيه الواقدي وهو ضعيف، وعن ابن مسعود مرفوعا مثله بزيادة :وصلة الرحم تزيد في العمر، أخرجه القضاعي من حديث عاصم بن بهدلة عن أبي وائل عنه، وعن أبي أمامة مرفوعا، ولفظه :صنائع المعروف تقي مصارع السوء، وصدقة السر تطفء غضب الرب، وصلة الرحم تزيد في العمر، أخرجه الطبراني في الكبير بسند حسن(المقاصد الحسنة للسخاوي ، تحت حديث رقم۶۱۸)

وقال الالباني:

و جملة القول أن الحديث بمجموع طرقه و شواهده صحيح بلا ريب بل يلحق بالمتواتر عند بعض المحدثين المتأخرين(السلسلة الصحيحة، تحت حديث رقم ۱۹۰۸)

المساجد) ۱؎

ترجمہ: سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ (قیامت کے) اس دن اپنے سایہ میں جگہ عطا فرمائیں گے، جس دن اللہ تعالیٰ کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا، ایک منصِف حکمران کو، اور دوسرے اس نوجوان کو جس نے اپنی جوانی اپنے رب کی عبادت میں گزاری، اور تیسرے اس آدمی کو جس کا دل اللہ تعالیٰ کی مساجد میں اٹکا ہوا رہتا ہے، اور چوتھے ان دو آدمیوں کو جو صرف اللہ کے لئے محبت کریں، اللہ تعالیٰ کی محبت پر ہی جمع ہوں، اور اللہ تعالیٰ کی محبت پر ہی جُدا ہوں، اور پانچویں وہ آدمی جس کو عہدے اور جمال والی عورت اپنی طرف دعوت دے، مگر وہ جواب میں کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتا ہوں، اور چھٹے وہ آدمی جو صدقہ اس طریقہ سے خفیہ دے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا، اور ساتویں وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کا تنہائی میں ذکر کرے، اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں (ترجمہ ختم)

اور ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

كُلُّ امْرِءٍ فِي ظِلِّ صَدَقَتِهِ حَتّٰى يُفْصَلَ بَيْنَ النَّاسِ -أَوْ قَالَ :يُحْكَمَ بَيْنَ النَّاسِ (مسند احمد حديث نمبر ۱۷۳۳۳) ۲؎

۱؎ ورواه مسلم حديث نمبر ۲۴۲۷،ترمذی حديث نمبر ۲۳۱۳،نسائی حديث نمبر ۵۳۹۵، مسند احمد حديث نمبر ۹۶۶۵، مؤطا امام مالک حديث نمبر ۱۵۰۱،صحيح ابنِ حبان حديث نمبر ۴۴۸۶عن ابی هريرة.

۲؎ ورواه المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۱۴۱۹۰،مستدرک حاکم حديث نمبر ۱۴۶۴، صحيح ابنِ حبان حديث نمبر ۳۳۱۰عن عقبة بن عامر.

قال الحاكم:

"هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ"

وقال الهيثمی:

رواه كله احمد.وروى أبو يعلى والطبرانی فی الكبير بعضه ورجال أحمد ثقات .(مجمع الزوائد ج۳ص۱۱۰)

وقال المنذری:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: ہر آدمی اپنے (دنیا میں کئے ہوئے) صدقہ کے سایہ میں ہوگا، یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

" **إِنَّ ظِلَّ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَدَقَتُهُ** "(مسند احمد حديث نمبر ۱۸۰۴۳ عن عقبة بن عامر) [۱]

ترجمہ: قیامت کے دن مومن کے لئے سایہ اس کا صدقہ ہوگا (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

"**إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِيءُ عَنْ أَهْلِهَا حَرَّ الْقُبُوْرِ، وَإِنَّمَا يَسْتَظِلُّ الْمُؤْمِنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ ظِلِّ صَدَقَتِهٖ.**"(المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۱۴۲۰۷ عن عقبة بن عامر) [۲]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

رواه أحمد وابن خزيمة وابن حبان في صحيحيهما والحاكم وقال صحيح على شرط مسلم (الترغيب والترهيب، تحت حديث رقم ۱۲۸۹)

وفي حاشية مسند احمد:

إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين غير حَرملة بن عمران، فإنه من رجال مسلم، وغير على بن إسحاق -وهو المرُوَزى- فمن رجال الترمذى، وهو ثقة.

وقال شعيب الأرنؤوط في حاشية صحيح ابنِ حبان :

إسناده صحيح على شرط مسلم

[۱] حديث صحيح، وهذا إسناد حسن، محمد بن إسحاق -وإن كان مدلساً- صرح بالسماع في رواية ابن خزيمة، فانتفت شبهة تدليسه، وباقي رجال الإسناد ثقات رجال الشيخين .وصحابي الحديث :هو عقبة بن عامر (حاشية مسند احمد)

[۲] وجملة القول ؛ أن إسناد الطبراني جيد بالمتابعات المذكورة :(عمرو بن الحارث) ، و(ابن لهيعة) ، و(الحسن بن ثوبان) عن يزيد بن أبي حبيب .وبهذا التحقيق يتبين تقصير المنذري في قوله في الترغيب (۲/۲۵) : رواه الطبراني في الكبير، والبيهقي ، وفيه ابن لهيعة !ونحوه قول الهيثمي في المجمع(۳/۱۱۰): رواه الطبراني في الكبير ، وفيه ابن لهيعة ، وفيه كلام !ففاتهما متابعة الحسن بن ثوبان وعمرو بن الحارث المقوية له ، مما ورطني قديماً ـ وقبل طبع المعجم الكبير ـ أن أخرج

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: صدقہ کرنے والے کا صدقہ قبروں کی گرمی کو بُجھا دیتا ہے، اور مومن کا سایہ قیامت کے دن اس کا صدقہ ہوگا (ترجمہ ختم)

معلوم ہوا کہ شرعی صدقہ کی برکت سے قیامت کے دن صدقہ کرنے والے کو اس کے صدقہ کے اعتبار سے سایہ کی نعمت حاصل ہوگی۔

نیز صدقہ کی برکت سے قبر کی حرارت اور شدت سے بھی نجات حاصل ہوگی۔

شرعی صدقہ بیماریوں کی دوا ہے

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :حَصِّنُوْا أَمْوَالَكُمْ بِالزَّكَاةِ، وَدَاوُوْا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ، وَاسْتَقْبِلُوْا أَمْوَاجَ الْبَلَاءِ بِالدُّعَاءِ "(شعب الإيمان،حديث نمبر ۳۲۷۹ ،كتاب الزكاة،فصل فيمن أتاه الله مالا من غير مسألة)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مالوں کو زکاۃ کے ذریعہ سے محفوظ کرو، اور اپنے بیماروں کا صدقہ کے ذریعہ سے علاج کرو، اور بلاؤں کی موجوں کا دعا کے ذریعہ سے سامنا کرو (ترجمہ ختم)

اور حضرت حسن سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :حَصِّنُوْا أَمْوَالَكُمْ بِالزَّكَاةِ، وَدَاوُوْا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ، وَاسْتَقْبِلُوْا أَمْوَاجَ الْبَلَاءِ بِالدُّعَاءِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الحديث في الضعيفة برقم (۳۰۲۱)متابعة مني لهما ، ولا يسعني إلا ذلك ؛ ما دام المصدر الذي عزواه إليه لا تطوله يدي ؛ كما كنت بينت ذلك في مقدمة كتابي صحيح الترغيب ، أما وقد وقفت عليه الآن ، وعلمت أن ابن لهيعة قد توبع ـ خلافاً لما أوهما ـ ؛ فقد قررت إيداعه في صحيح الترغيب ، لا سيما والشطر الثاني منه قد رواه بعض الثقات ـ غير من تقدم ـ عن يزيد بن أبي حبيب ، وهو مخرج في تخريج أحاديث مشكلة الفقر (رقم ۱۱۸) (السلسلة الصحيحة للالباني تحت حديث رقم ۳۴۸۴)

وَالتَّضَرُّعِ " (مراسیل ابی داؤد حدیث نمبر ۱۰۱) ۱؎

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مالوں کو زکاۃ کے ذریعہ سے محفوظ کرو، اور اپنے بیماروں کا صدقہ کے ذریعہ سے علاج کرو، اور بلاؤں کی موجوں کا دعا اور تضرع کے ذریعہ سے سامنا کرو (ترجمہ ختم)

اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "حَصِّنُوْا أَمْوَالَکُمْ بِالزَّکَاۃِ، وَدَاوُوْا مَرْضَاکُمْ بِالصَّدَقَةِ، وَرُدُّوْا نائبَةَ الْبَلَاءِ بِالدُّعَاءِ " (شعب الایمان للبیھقی حدیث نمبر ۳۲۸۰، باب فی الزکاۃ، فصل فیمن أتاہ اللہ مالا من غیر مسألة) ۲؎

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مالوں کو زکاۃ کے ذریعہ سے محفوظ کرو، اور اپنے بیماروں کا صدقہ کے ذریعہ سے علاج کرو، اور بلاؤں کی موجوں کو دعا کے ذریعہ سے دور کرو (ترجمہ ختم)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ قَاعِدٌ فِی الْحَطِیْمِ بِمَکَّةَ، فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ أُتِیَ عَلٰی مَالِ فُلَانٍ نَسِیْفُ الْبَحْرِ فَذَھَبَ بِہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَا تَلَفَ مَالٌ فِیْ بَحْرٍ وَلَا بَرٍّ إِلَّا بِمَنْعِ الزَّکَاۃِ فَحَرِّزُوْا أَمْوَالَکُمْ بِالزَّکَاۃِ، وَدَاوُوْا مَرْضَاکُمْ بِالصَّدَقَةِ، وَادْفَعُوْا عَنْکُمْ

۱؎ قال المنذری:

رواہ أبو داود فی المراسیل ورواہ الطبرانی والبیھقی وغیرھما عن جماعة من الصحابة مرفوعا متصلا والمرسل أشبه (الترغیب والترھیب، تحت حدیث رقم ۱۱۱۲، کتاب الصدقات)

وقال الالبانی:

حسن لغیرہ (صحیح الترغیب والترھیب، حوالہ بالا)

۲؎ قال البیھقی:

غِیَاثٌ ھَذَا مَجْھُوْلٌ (حوالہ بالا)

اقول: فالحدیث ضعیف ولکن له شاھد . محمد رضوان .

طَوَارِقَ الْبَلَاءِ بِالدُّعَاءِ ، فَإِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ ، مَا نَزَلَ يَكْشِفُهُ وَمَا لَمْ يَنْزِلْ يَحْبِسُهُ (مسند الشاميين للطبراني حديث نمبر ١٦ ،الدعاء للطبراني حديث نمبر ٣٠)

ترجمہ: وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ ﷺ مکۃ المکرّمہ میں حطیم (مبارک) میں تشریف فرما تھے، تو رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول فلاں شخص کے مال پر سمندر کی موجیں ٹکرائیں، اور وہ مال سمندر میں غرق ہو گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مال بھی سمندر اور خشکی میں تلف وضائع ہوتا ہے، تو وہ زکاۃ نہ دینے کی وجہ سے ضائع ہوتا ہے، لہٰذا تم اپنے مالوں کی زکاۃ کے ذریعہ سے حفاظت کرو، اور اپنے مریضوں کی صدقہ کے ذریعہ دوا کرو، اور اپنے اوپر سے بلاء اور مصائب کے راستوں کو دعا کے ذریعہ سے دُور کرو، کیونکہ بلاشبہ دعا نازل شدہ بلاء کے لئے بھی نفع بخش ہوتی ہے، اور جو بلاء نازل نہیں ہوئی، اس کے لئے بھی نفع بخش ہوتی ہے، جو بلاء نازل ہوگئی، اسے دور کرنے کا، اور جو نازل نہیں ہوئی اسے روکنے کا ذریعہ ہوتی ہے (ترجمہ ختم)

اگرچہ ان میں سے بعض روایات کی سند میں کچھ ضعف پایا جاتا ہے۔ لیکن ان سب روایتوں کے مجموعہ سے (جو مختلف سندوں سے مروی ہیں) ان میں قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ [۱]

---

[۱] (حصنوا أمولكم بالزكاة ، وداووا مرضاكم بالصدقة ، وأعدوا للبلاء الدعاء) قال ابن الغرس ضعيف ، لكن ورد له شواهد ، وقال فى المقاصد رواه الطبرانى وأبو نعيم والعسكرى والقضاعى عن ابن مسعود مرفوعا ، وللطبرانى فى الدعاء عن عبادة بن الصامت قال أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو قاعد فى ظل الحطيم بمكة ، فقيل يا رسول الله أتى على مال لى بسيف البحر فذهب به ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما تلف مال فى بر ولا بحر إلا بمنع الزكاة ، فحرزوا أموالكم بالزكاة وداووا مرضاكم بالصدقة وادفعوا عنكم طوارق البلاء بالدعاء فإن الدعاء ينفع مما نزل ومما لم ينزل ، ما نزل يكشفه وما لم ينزل يحبسه ، وللبيهقى فى الشعب عن أبى أمامة مرفوعا حصنوا أموالكم بالزكاة ، وداووا مرضاكم بالصدقة ، واستقبلوا أمواج البلاء بالدعاء ، لكن فى سنده فضالة بن جبير صاحب مناكير ، ورواه الطبرانى وأبو الشيخ عن سمرة بن جندب رفعه بلفظه إلا أنه قال وردوا نائبة البلاء بالدعاء بدل الجملة الثانية وفى سنده غياث مجهول ، ورواه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

پس ان روایات کے مجموعہ سے معلوم ہوا کہ شرعی صدقہ سے بیماریوں کا علاج ہوتا ہے۔

مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بیماری کے موقع پر علاج معالجہ نہ کیا جائے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کے ساتھ شرعی صدقہ کا بھی اہتمام کیا جائے۔

شرعی صدقہ جہنَّم سے بچاؤ کا ذریعہ ہے

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ (بخاری، حديث نمبر ۵۵۶۴، كتاب الادب، باب طيب الكلام، واللفظ لهٗ، مسلم حديث نمبر ۲۳۹۴، مسند احمد حديث نمبر ۱۸۲۵۳)

ترجمہ: جہنم کی آگ سے بچو، اگرچہ کھجور کے ایک حصہ (کو صدقہ کرنے) کے ذریعہ سے ہی کیوں نہ ہو، اگر کوئی یہ بھی نہ پائے، تو اچھے کلمہ کے ذریعہ سے (ترجمہ ختم)

اس قسم کا مضمون کئی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ جہنم کی آگ سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔

شرعی صدقہ کرنے والوں کا جنت کے دروازے پر استقبال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الديلمي عن ابن عمر رفعه بلفظ داووا مرضاكم بالصدقة، وحصنوا أموالكم بالزكاة، فإنها تدفع عنكم الأعراض والأمراض، قال البيهقي أنه منكر بهذا الإسناد، وفي الباب أيضا مما رواه الديلمي عن أنس مرفوعا ما عولج مريض بدواء أفضل من الصدقة، وغيره مما لا نطيل به (كشف الخفاء ومزيل الالباس، تحت حديث رقم ۱۱۴۸)

وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا عَلٰى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعٰى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ

(بخاری، حدیث نمبر ۱۷۶۴،کتاب الصوم، باب الریان للصائمین ،واللفظ لہٗ؛ موطأ مالک، حدیث نمبر ۸۹۲؛ مسلم، حدیث نمبر ۱۷۰۵ ؛ ترمذی، حدیث نمبر ۳۶۰۷؛ نسائی، حدیث نمبر ۲۲۰۶ ؛ مسنداحمد، حدیث نمبر ۷۳۱۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں کوئی چیز جوڑے والی (یعنی دو کی تعداد میں یا آگے پیچھے) خرچ کی، تو اُسے جنت کے دروازوں سے بُلایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے! یہ خیر ہے (جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے تیار کی ہے) اور جو شخص نماز کی پابندی کرنے والا ہوگا، اُسے جنت کی طرف نماز کے دروازے سے بُلایا جائے گا، اور جو شخص جہاد کرنے والا ہوگا، اُسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو روزہ رکھنے والا ہوگا، اُسے بابِ ریّان (جو روزے داروں کے لیے جنت میں داخل ہونے کے دروازے کا نام ہے) سے بلایا جائے گا، اور جو شخص صدقہ دینے والوں میں سے ہوگا، اُسے صدقے کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اگرچہ ان سب دروازوں سے بلانے کی کوئی ضرورت تو نہ ہوگی (کیونکہ داخلے کے لیے ایک دروازہ بھی کافی ہے) لیکن کیا کوئی ان سب دروازوں سے بھی بلایا جائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ بے شک، اور میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ ان لوگوں میں سے ہوں گے (جن کو جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا) (ترجمہ ختم)

اور ایک لمبی روایت کے آخر میں ہے کہ:

وَمَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنَّ لِلْجَنَّةِ ثَمَانِيَةَ أَبْوَابٍ يُدْخِلُهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ أَيِّ بَابٍ شَاءَ مِنْهَا الْجَنَّةَ (مسند احمد، حدیث نمبر ۱۹۴۳۷)

ترجمہ: اور جس نے اللہ عزوجلّ کے راستہ میں جوڑے دار چیز خرچ کی تو جنت کے آٹھ دروازے ہیں، جس دروازے سے وہ چاہے گا، اللہ تعالیٰ اسی سے اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے (ترجمہ ختم)

اللہ تعالیٰ کے راستے میں جوڑے والی چیز خرچ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اُس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جو چیز خرچ کی، وہ دو کی تعداد میں خرچ کی، مثلاً دو روپے یا دو کپڑے، دو روٹیاں وغیرہ؛ اور بعض حضرات نے اس کا یہ مطلب بیان فرمایا ہے کہ اُس نے ایک مرتبہ خرچ کرنے پر اکتفاء نہیں کیا، بلکہ وہ بار بار خرچ کرتا رہا۔ واللہ اعلم۔ [1]

شرعی صدقہ کی فضیلت اور بخل کی مذمّت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ أَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَكَ وَأَنْ تُمْسِكَهُ شَرٌّ لَكَ وَلَا تُلَامُ عَلٰى كَفَافٍ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى

(صحیح مسلم، حدیث نمبر ۲۴۳۵، کتاب الزکاۃ، باب بیان أن الید العلیا خیر من الید السفلی، واللفظ لہٗ، ترمذی، حدیث نمبر ۲۳۴۳)

---

[1] قوله :(من أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ في سبيل الله، نُودِيَ من أبواب الجَنَّة)، والمعنى في إنفاق الزَّوْجَيْن : الفرقُ بين العادة والعبادة، فإنه إذا أَنْفَقَ شيئًا مرَّةً، لم يَدُلَّ على أنه أَنْفَقَه عادةً، فإذا أَنْفَقَهُ ثانيًا عُلِمَ أن من عادته الإِنفاق، فاعْتُبِرَ به، وعُدَّت له عبادة .ثم إن الإِنفاقَ مَرَّتين وإن لم يَدُلَّ على كونه عادةً له في نفس الأمر، إلا أنه اكتفى به رحمةً على عباده، فكأنه إذا تكرَّر عنه الفعل، فقد دَخَلَ في حد العادة والمرء إذا اعتاد الأنفاق في سبيل الله، تأكدت جهةُ عبادته .فإنه يدل على الاعتياد بها، فَيَحْصُلُ له الأجرُ تامًّا .ومن ههنا ظَهَرَ وجهُ كونه ميزانًا للدُّخول في الجنة (فيض الباري، حديث نمبر ۱۸۹۷)

قوله من أنفق زوجين في سبيل الله قال الحسن البصري يعني اثنين درهمين دينارين ثوبين وقال غيره يريد شيئين درهما ودينارا درهما وثوبا وقال الباجي يحتمل أن يريد بذلك العمل من صلاتين أو صيام يومين (مشارق الانوار على صحاح الآثار، حرف الزى مع سائر الحروف)

ترجمہ: اے ابنِ آدم! تیرے لئے (اپنے، اور اپنے اہل وعیال کی ضرورت سے) زائد کو خرچ کرنے میں خیر ہے، اور اس کو تیرے لئے روک کر رکھنے میں شر ہے، اور بقدرِ کفایت اپنے پاس رکھنے پر تجھے کوئی ملامت نہیں کی جائے گی، اور (خرچ کرنے میں) ان لوگوں کو مقدم رکھیں، جن کی آپ کفالت کرتے ہیں، اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَقُولُ الْعَبْدُ مَالِي مَالِي إِنَّمَا لَهُ مِنْ مَالِهِ ثَلَاثٌ مَا أَكَلَ فَأَفْنٰى أَوْ لَبِسَ فَأَبْلٰى أَوْ أَعْطٰى فَاقْتَنٰى وَمَا سِوَى ذٰلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِكُهُ لِلنَّاسِ (صحیح مسلم، حدیث نمبر ۷۶۱۱، کتاب الزهد والرقائق، واللفظ لہ، مسند احمد حدیث نمبر ۸۸۱۳)

ترجمہ: بندہ یہ کہتا رہتا ہے کہ میرا مال، میرا مال، حالانکہ اس کا مال تین طرح کا ہے، ایک وہ جو اس نے کھالیا، اور ختم ہوگیا، اور دوسرے وہ جو اس نے پہن لیا، اور پھٹا پرانا ہوگیا، اور تیسرے جو اس نے صدقہ خیرات کیا، اس کا اس نے ذخیرہ جمع کرلیا (یعنی اس کو محفوظ کرلیا) اور جو اس کے علاوہ ہے، تو یہ آدمی دنیا سے جانے والا ہے، اور لوگوں کے لئے چھوڑنے والا ہے (جس کے دوسرے مالک ہونگے) (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ ان مالوں میں سے اصل اور حقیقی فائدہ جو کہ باقی رہنے والا ہے، اور فنا ہونے والا نہیں، وہ صدقہ وخیرات والے مال سے وابستہ ہے۔ [1]

---

[1] أى مـالى كذا مالى كذا والمعنى يعده افتخارا أو يذكره احتقارا أو لم يعرف المقصود من المال ولا مـا يترتب عليه فى المآل من الوبال وإن ما له من ماله ثلاث ما الأولى موصولة وله صلته ومن ماله متعـلـق بـالـصلة وثلاث خبر وإنما أنثه على تأويل المنافع ذكره الطيبى رحمه الله والمعنى أن الذى يـحـصـل لـه مـن ماله ثلاث منافع فى الجملة لكن منفعة واحدة منها حقيقة باقية والباقى منها صورية فـانية مـا أكـل أى مـا استـعـمـل من جنس المأكولات والمشروبات بغية تغليب أو اكتفاء فأفنى أى فـأعـدمها أو لبس أى من الثياب فأبلى أى فأخلقها أو أعطى أى لله تعالى فاقتنى أى جعله قنية وذخير لـلـعـقبـى ومـا سـوى ذلك أى ومـا عـدا ما ذكر من سائر أنواع المال من المواشى والعقار والخدم والـنـقـود والجواهر ونحو ذلك فهو أى العبد ذاهب أى عنه وتاركه للناس أى من الورثة أو غيرهم بلا فائد راجعة إليه مع أن مطالبة المحاسبة والمعاقبة عليه (مرقاة المفاتيح، كتاب الرقاق)

اورحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا:

مَثَلَ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ أَيْدِيهِمَا إِلٰى ثُدَيِّهِمَا وَتَرَاقِيهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ عَنْهُ حَتّٰى تُغَشِّيَ أَنَامِلَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ وَجَعَلَ الْبَخِيلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَأَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَكَانَهَا قَالَ فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يَقُولُ بِإِصْبَعِهِ فِي جَيْبِهِ فَلَوْ رَأَيْتَهُ يُوَسِّعُهَا وَلاَ تَوَسَّعُ (صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۴۰۷، کتاب الزکاۃ، باب مثل المنفق والبخیل، واللفظ لہٗ، بخاری، حدیث نمبر ۱۳۵۲)

ترجمہ: بخیل اور خرچ کرنے والے کی مثال (یعنی ان دونوں کی صفت) ان دو آدمیوں کی طرح ہے، جن پر لوہے کی زرہ ہے (جو جنگ کے موقع پر پہنی جاتی ہے) جس میں ان کے ہاتھ چھاتیوں میں اور گلوں میں جکڑے ہوئے ہوں، پھر جب صدقہ دینے والا صدقہ دیتا ہے، تو اس کی وہ زرہ کشادہ ہو جاتی ہے (اور اس کی تنگی وجکڑ بندی ختم ہو جاتی ہے) یہاں تک کہ اس کے انگلیوں کے پوروں کو ڈھانپ لیتی ہے (اور اس کے پورے جسم کو دشمن کی زَد سے محفوظ کر دیتی ہے) اور اس کے قدم کے نشان جو زمین پر ہوں، ان کو بھی مٹا دیتی ہے (یعنی اس کی حفاظت کے ساتھ اس کے گناہ بھی معاف ہوتے ہیں) اور بخیل کا حال ایسا کہ ہے جب صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے، تو اس کی زرہ تنگ ہو جاتی ہے، اور اس کا ہر حلقہ اپنی جگہ پر پھنس جاتا ہے۔

اور راوی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے گریبان میں ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے دیکھا (تاکہ سننے والوں کے ذہن میں اس کے تنگ ہونے کی تصویر بن جائے) اور اگر تم اس کو دیکھتے، تو سمجھ جاتے کہ وہ کشادہ کرنا چاہتا ہے، اور زرہ کشادہ نہیں ہوتی (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے صدقہ کرنے والے کی فضیلت اور بخیل کی برائی معلوم ہوئی۔ [1]

شرعی صدقہ سے مال میں برکت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُوْلُ أَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُوْلُ الْآخَرُ اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا (بخاری، حديث نمبر ۱۳۵۱، كتاب الزكاة، باب قول الله تعالى فأما من أعطى واتقى وصدق بالحسنى، مسلم، حديث نمبر ۲۳۸۳)

ترجمہ: کوئی دن بھی ایسا نہیں ہوتا، جس میں بندے صبح کرتے ہوں، مگر ہر دن دو فرشتے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) اترتے ہیں، اور ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے

---

[1] (مثل البخيل والمتصدق) في رواية البخيل والمنفق (كمثل) بزيادة الكاف أو مثل (رجلين عليهما جبتان) بضم الجيم وشد الموحدة وروى بنون أى درعان ورجح بقوله (من حديد) وادعى بعضهم أنه تصحيف والجبة الحصن وبها سمى الدرع لأنها تجن صاحبها أى تحصنه والجبة بموحدة ثوب معروف (من ثديهما) بضم المثلثة وكسر الدال المهملة ومثناة تحتية مشددة جمع ثدى كفلس (إلى تراقيهما) جمع ترقوة العظمين المشرفين في أعلى الصدر (فأما المنفق فلا ينفق شيئا (إلا سبغت) بفتح المهملة وموحدة مخففة وغين معجمة امتدت وعظمت (على جلده حتى تخفى) بضم المثناة الفوقية ومعجمة ساكنة وفاء مكسورة وفى رواية بجيم ونون أى تستر (بنانه) بفتح الموحدة ونونين أصابعه أو أنامله وصحفها بعضهم ثيابه بمثلثة فمثناة تحت (وتعفوا أثره) محركا بالنصب عطفا على تخفى وكلاهما مسند لضمير الجبة أى تمحو أثر مشيه لسبوغها يعنى أن الصدقة تستر خطاياه كما يغطى الثوب جميع بدنه والمراد أن الجواد إذا هم بالصدقة انشرح لها صدره وطابت بها نفسه فوسع فى الإنفاق (وأما البخيل فلا يريد أن ينفق شيئا إلا لزقت) بكسر الزاى التصقت (كل حلقة) بسكون اللام (مكانها) قال الطيبى :قيد المشبه به بالحديد إعلاما بأن القبض والشدة جبلى للإنسان وأوقع المتصدق موضع السخى لجعله فى مقابلة البخيل إيذانا بأن السخاء ما أمر به الشارع وندب إليه لا ما يتعاناه المسرفون (فهو يوسعها فلا تتسع) ضرب المثل برجل أراد لبس درع يستجن به فحالت يداه بينها وبين أن تمر على جميع بدنه فاجتمعت فى عنقه فلزمت ترقوته والمراد أن البخيل إذا حدث نفسه بالصدقة شحت وضاق صدره وغلت يداه -.(حم ق ن عن أبى هريرة) وزعم بعضهم أن قوله وهو يوسعها إلخ مدرج من كلام أبى هريرة وهو وهم لورود التصريح برفعه فى رواية(فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ۸۱۲۸)

اللہ! خرچ کرنے والے کو نائب عطا کیجئے (یعنی جو کچھ وہ صدقہ وغیرہ کے طور پر خرچ کرے، اس کے بدلہ میں اس کو اور مال دیجئے) اور دوسرا کہتا کہ اے اللہ! روکنے (اور خرچ نہ کرنے) والے کے مال کو تلف وضائع کیجئے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

قَالَ اللّٰہُ أَنْفِقْ یَا ابْنَ آدَمَ أُنْفِقْ عَلَیْکَ (بخاری حدیث نمبر ۴۹۳۳، کتاب النفقات، باب فضل النفقة علی الأھل، واللفظ لہ، صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۳۵۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے بنی آدم! (اللہ کے حکم کے مطابق) خرچ کر، جس کے نتیجہ میں تجھ پر (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) خرچ کیا جائے گا (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ شرعی صدقہ وخیرات سے اللہ تعالیٰ اور زیادہ عطا فرماتے ہیں۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَّالٍ وَمَا زَادَ اللّٰہُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰہِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰہُ (مسلم حدیث نمبر ۶۷۵۷، کتاب البر والصلة والآداب، باب استحباب العفو والتواضع، واللفظ لہ، ترمذی حدیث نمبر ۱۹۵۲، مسند احمد حدیث نمبر ۹۰۰۸)

ترجمہ: صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا، اور جس بندے کو اللہ تعالیٰ درگزر کرنے کی زیادہ نعمت عطا فرماتے ہیں، تو اس کو عزت سے نوازتے ہیں، اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی اختیار کرتا ہے، اس کو اللہ تعالیٰ بلند فرماتے ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے:

ثَلَاثَةٌ أُقْسِمُ عَلَیْهِنَّ وَأُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا فَاحْفَظُوْهُ قَالَ مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلَمَةً فَصَبَرَ عَلَیْهَا إِلَّا زَادَهُ اللّٰہُ عِزًّا وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْهِ بَابَ فَقْرٍ أَوْ کَلِمَةً نَحْوَهَا وَأُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا فَاحْفَظُوْهُ قَالَ إِنَّمَا الدُّنْیَا لِأَرْبَعَةِ نَفَرٍ عَبْدٍ رَزَقَهُ اللّٰہُ مَالًا وَعِلْمًا فَهُوَ

يَتَّقِيْ فِيْهِ رَبَّهٗ وَيَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهٗ وَيَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيهِ حَقًّا فَهٰذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ عِلْمًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ يَقُوْلُ لَوْ أَنَّ لِيْ مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهٖ فَأَجْرُهُمَا سَوَاءٌ وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا فَهُوَ يَخْبِطُ فِي مَالِهٖ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَا يَتَّقِي فِيْهِ رَبَّهٗ وَلَا يَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهٗ وَلَا يَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيْهِ حَقًّا فَهٰذَا بِأَخْبَثِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ لَمْ يَرْزُقْهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُوْلُ لَوْ أَنَّ لِيْ مَالًا لَعَمِلْتُ فِيْهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهٖ فَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ (ترمذی، حدیث نمبر ۲۲۴۷، کتاب الزھد عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء مثل الدنیا مثل أربعة نفر، واللفظ لہٗ، مسند احمد حدیث نمبر ۱۸۰۳۱) [1]

ترجمہ: تین چیزوں پر میں قسم اٹھاتا ہوں، اور تمہیں ایک اہم بات بتلاتا ہوں، سو تم اسے یاد رکھنا، فرمایا کہ کسی بندے کا مال صدقہ (وزکاۃ) سے کم نہیں ہوتا، جس بندے پر بھی کوئی ظلم کیا جاتا ہے، اور وہ اس پر صبر کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ فرماتے ہیں، اور جو بندہ بھی سوال کا راستہ کھولتا ہے (یعنی دوسرے سے مانگنا شروع کر دیتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اس پر فقر اور تنگ دستی کا دروازہ کھول دیتے ہیں، یا نبی علیہ السلام نے اسی طرح کا کوئی جملہ فرمایا۔ اور میں تمہیں ایک اور اہم بات بتلاتا ہوں، سو تم اسے یاد رکھنا، فرمایا کہ دنیا تو چار قسم کے افراد کے لئے ہے، ایک اس بندے کے لئے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال اور علمِ دین دونوں کی نعمت عطا فرمائی، تو وہ اس معاملہ میں اپنے رب سے ڈرتا ہے (کہ اس مال کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں خرچ نہیں کرتا؛ اور علمِ دین سے بھی فائدہ اٹھاتا ہے) اور اس علم و مال کی روشنی میں رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتا ہے، اور اس میں اللہ تعالیٰ کے حق کو سمجھتا ہے (مثلاً مال کو اللہ تعالیٰ کے لئے وقف کرتا ہے، اور دینی علم سے دوسروں کو تبلیغ؛ تدریس؛ اور افتاء وغیرہ کے ذریعہ سے فائدہ پہنچاتا ہے) تو یہ شخص درجات میں چاروں سے افضل ہے۔ اور دوسرے اس بندے

---

[1] قَالَ أَبُو عِيسَى:
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (حوالہ بالا)

کے لئے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے علم کی نعمت تو عطا فرمائی، لیکن مال عطا نہیں فرمایا، لیکن وہ نیت کا سچا ہے، اور کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں آدمی کی طرح عمل کرتا (جو کہ شتہ داروں سے صلہ رحمی کرتا ہے، اور اس میں اللہ تعالیٰ کے حق کو سمجھ کر عمل کرتا ہے) تو یہ اپنی نیت کے مطابق صلہ پاتا ہے، اور پہلے اور اس آدمی کا ثواب برابر ہے۔ اور تیسرے اس بندے کے لئے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال کی نعمت عطا فرمائی، لیکن علم کی نعمت عطا نہیں فرمائی، تو وہ علم کے بغیر اپنے مال کو اپنی شہوت کے مطابق خرچ کرتا ہے؛ اور اس معاملہ میں اپنے رب سے نہیں ڈرتا؛ اور نہ ہی اس مال سے صلہ رحمی کرتا ہے؛ اور نہ ہی اس مال میں اللہ تعالیٰ کے حق کو سمجھتا ہے، تو یہ درجات میں سب سے بدتر بندہ ہے۔

اور چوتھے اس بندے کے لئے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے نہ تو مال کی نعمت عطا فرمائی؛ اور نہ علم کی، تو وہ یہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی اس مال کے سلسلہ میں فلاں بندے کی طرح عمل کرتا (جو کہ مال کو علم کے بغیر اپنی شہوت کے مطابق خرچ کرتا ہے، اور اپنے رب سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی صلہ رحمی کرتا ہے، اور نہ ہی مال میں اللہ تعالیٰ کے حق کو سمجھتا ہے) تو یہ بندہ اپنی نیت کے مطابق صلہ پاتا ہے، اور اس کا گناہ اور وبال اس پہلے شخص کے برابر ہے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکاۃ وصدقات سے مال میں کمی نہیں آتی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ بِفَلَاةٍ مِّنَ الْأَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتًا فِيْ سَحَابَةٍ اَسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَانٍ. فَتَنَحّٰى ذٰلِكَ السَّحَابُ فَأَفْرَغَ مَاءَهُ فِيْ حَرَّةٍ فَإِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذٰلِكَ الْمَاءَ كُلَّهُ فَتَتَبَّعَ الْمَاءَ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِيْ حَدِيْقَتِهٖ يُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهٖ فَقَالَ لَهُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ مَا اِسْمُكَ قَالَ فُلَانٌ .لِلاِسْمِ الَّذِيْ سَمِعَ فِي السَّحَابَةِ فَقَالَ لَهُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ لِمَ

تَسْأَلُنِیْ عَنِ اسْمِیْ فَقَالَ إِنِّیْ سَمِعْتُ صَوْتًا فِی السَّحَابِ الَّذِیْ هٰذَا مَاؤُهٗ يَقُوْلُ اسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَانٍ لِإِسْمِکَ فَمَا تَصْنَعُ فِيْهَا قَالَ أَمَّا إِذَا قُلْتَ هٰذَا فَإِنِّیْ أَنْظُرُ إِلٰی مَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهٖ وَآكُلُ أَنَا وَعِيَالِیْ ثُلُثًا وَأَرُدُّ فِيْهَا ثُلُثَهٗ (صحیح مسلم، حدیث نمبر ۷۶۶۴، کتاب الزھد والرقائق، باب الصدقۃ فی المساکین)

ترجمہ: کوئی شخص کسی جنگل میں تھا اچانک اس نے بادل میں یہ آواز سنی کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی دو، تو اس آواز کے ساتھ وہ بادل چلا اور ایک سیاہ پتھریلی زمین میں خوب پانی برسا اور سب پانی ایک نالے میں جمع ہو کر چلا یہ شخص بھی اس پانی کے پیچھے چلتا رہا تو آگے چل کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص اپنے باغ کو اس پانی سے سیراب کر رہا ہے۔ اس نے اس باغ والے سے پوچھا کہ اے اللہ کے بندے آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے وہی نام بتایا جو اس نے بادل میں سنا تھا پھر اس باغ والے نے اس سے سوال کیا کہ اے اللہ کے بندے میرا نام کیوں پوچھتے ہو؟ اس نے جواب میں کہا کہ میں نے اس بادل میں جس سے یہ پانی برسا ہے ایک آواز سنی کہ آپ کا نام لے کر کہا کہ اس کے باغ کو پانی دے، آپ اس باغ میں کیا عمل کرتے ہو کہ اسقدر مقبول ہے۔ اس نے کہا، جب تو نے یہ بات پوچھ ہی لی تو سُن! میں اس کی کُل پیداوار کو دیکھتا ہوں، اس میں سے ایک تہائی خیرات کر دیتا ہوں، ایک تہائی اپنے لئے اور بال بچوں کے لئے رکھ لیتا ہوں، اور ایک تہائی پھر اسی باغ میں لگا دیتا ہوں (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ کرنے سے اللہ تعالیٰ مال میں برکت اور اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔ [1]

[1] (فأتصدق بثلثه) بضم أوليه فی الأفصح، ويجوز تسكين ثانيه تخفيفاً زيادة فی التقرب إلی الله سبحانه وتعالی، وإلا فالواجب فی شريعتنا فی النصاب من ذلک العشر تارة ونصفه أخری (وآكل أنا وعيالی) أی أعولهم من أهل وولد وزوجة وخادم وغير ذلک (ثلثاً وأرد فيها ثلثه) أی ثلث الخارج(دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، باب الكرم والجود)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ کرنے سے مال میں کمی نہیں آتی، بلکہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اور زیادہ عطا فرماتے ہیں۔

شرعی صدقہ اور اس کا ثواب حسبِ اخلاص وحسبِ حیثیت ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سَبَقَ دِرْهَمٌ مِائَةَ أَلْفِ دِرْهَمٍ قَالُوا وَكَيْفَ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ دِرْهَمَانِ تَصَدَّقَ بِأَحَدِهِمَا وَانْطَلَقَ رَجُلٌ إِلٰى عُرْضِ مَالِهِ فَأَخَذَ مِنْهُ مِائَةَ أَلْفِ دِرْهَمٍ فَتَصَدَّقَ بِهَا (سنن نسائی حدیث نمبر ۲۵۲۶، کتاب الزکاۃ، باب جهد المقل، واللفظ لهٗ، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۱۴۶۶، مسند احمد حدیث نمبر ۸۹۲۹، واللفظ لهٗ، مسند البزار حدیث نمبر ۸۸۹۷) [1]

ترجمہ: ایک درہم کا صدقہ سو درہم کے صدقوں پر سبقت لے گیا، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ وہ کس طرح؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی کے پاس صرف دو درہم ہیں، ان میں سے ایک درہم کو اس نے صدقہ کر دیا، اور ایک آدمی اپنے مال کے ڈھیر کی طرف گیا، اور اس میں سے سو درہم لے کر صدقہ کر دیئے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ جس آدمی کے پاس دو درہم ہیں، اور اس نے ان میں سے ایک کا صدقہ کر دیا، تو گویا کہ اس نے اپنا آدھا مال صدقہ کر دیا، اور اس کے مقابلہ میں دوسرے شخص کے پاس بہت زیادہ مال اور ہزاروں درہم ہیں، اور اس نے ان میں سے سو درہم صدقہ کر دیئے، تو پہلے کا ثواب زیادہ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ غریب آدمی بھی اپنی حیثیت کے مطابق تھوڑا صدقہ کر کے امیر آدمی کے زیادہ

[1] وقال الحاکم:

هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ (حواله بالا)

وفی حاشية مسند احمد:

إسناده قوی، رجاله ثقات رجال الصحيح غير ابن عجلان، فقد روى له البخاری تعليقاً ومسلم فی الشواهد، وهو صدوق لا بأس به (حاشية مسند احمد)

صدقہ سے زیادہ ثواب حاصل کرسکتا ہے، بشرطیکہ اخلاص اور شرعی پابندیوں کا لحاظ ہو۔ [1]

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

جَاءَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ أَحَدُهُمْ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، كَانَتْ لِيْ مِائَةُ دِيْنَارٍ، فَتَصَدَّقْتُ مِنْهَا بِعَشَرَةِ دَنَانِيْرَ .وَقَالَ الْآخَرُ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، كَانَ لِيْ عَشَرَةُ دَنَانِيْرَ، فَتَصَدَّقْتُ مِنْهَا بِدِيْنَارٍ، وَقَالَ الْآخَرُ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ لِيْ دِيْنَارٌ، فَتَصَدَّقْتُ بِعُشْرِهٖ .قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كُلُّكُمْ فِي الْأَجْرِ سَوَاءٌ، كُلُّكُمْ تَصَدَّقَ بِعُشْرِ مَالِهٖ" (مسند احمد حديث نمبر ۷۴۳، واللفظ لهٗ، وحديث نمبر ۹۲۵،مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ۲۰۰۵۱، شعب الايمان للبيهقي حديث نمبر ۳۱۸۱)

ترجمہ: تین آدمی نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، ان میں سے ایک نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میرے پاس سو دینار تھے، اور میں نے ان میں سے دس دینار صدقہ کردیئے، اور دوسرے نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میرے پاس دس دینار تھے، اور میں نے ان میں سے ایک دینار صدقہ کردیا، اور تیسرے نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک دینار تھا، میں نے اس کا دسواں حصہ صدقہ کردیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم سب اجر میں برابر ہو، کیونکہ تم سب نے اپنے مال کا دسواں حصہ صدقہ کیا ہے (ترجمہ ختم)

---

[1] (سبق درهم مائة ألف درهم) قالوا :يا رسول الله كيف يسبق درهم مائة ألف قال :(رجل له درهمان أخذ أحدهما فتصدق به ورجل له مال كثير فأخذ من عرضه مائة ألف فتصدق بها) قال اليافعي :فإذا أخرج رجل من ماله مائة ألف وتصدق بها وأخرج آخر درهما واحدا من درهمين لا يملك غيرهما طيبة بها نفسه صار صاحب الدرهم الواحد أفضل من صاحب مائة ألف درهم اه وقال في المطامح :فيه دليل على أن الصدقة من القليل أنفع وأفضل منها من الكثير *(ويؤثرون على أنفسهم ولو كان بهم خصاصة)والدرجات تتباين بحسب تباين المقاصد والأحوال والأعمال.(ن عن أبي ذر ن حب ک) في الزكاة (عن أبي هريرة) قال الحاكم :على شرط مسلم. (فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ۴۶۵۰)

اور حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "ثَلَاثَةُ نَفَرٍ ، كَانَ لِأَحَدِهِمُ عَشَرَةُ دَنَانِيرَ فَتَصَدَّقَ مِنْهَا بِدِيْنَارٍ ، وَكَانَ لِآخَرَ عَشَرَةُ أَوَاقٍ فَتَصَدَّقَ مِنْهَا بِأُوقِيَّةٍ ، وَآخَرُ كَانَ لَهُ مِائَةُ أُوقِيَّةٍ فَتَصَدَّقَ بِعَشَرَةِ أَوَاقٍ "فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " هُمْ فِي الْأَجْرِ سَوَاءٌ ، كُلٌّ قَدْ تَصَدَّقَ بِعُشُرِ مَالِهِ "قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ :(لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ) (المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۳۳۶۱، واللفظ لهٗ، مسند الشاميين حديث نمبر ۱٦۳٦)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی ہیں، ان میں سے ایک کے پاس دس دینار ہیں، تو اس نے ایک دینار صدقہ کر دیا، اور دوسرے کے پاس دس درہم ہیں، اس نے ان میں سے ایک درہم صدقہ کر دیا، اور تیسرے کے پاس سو درہم ہیں، اس نے اس میں سے دس درہم صدقہ کر دیئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ سب اجر میں برابر ہیں، کیونکہ ہر ایک نے اپنے مال کا دسواں حصہ صدقہ کیا ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے (ترجمہ ختم)

ان دونوں احادیث کی سند میں اگرچہ کچھ ضعف پایا جاتا ہے، لیکن دونوں احادیث مختلف سندوں کے ساتھ مروی ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کے مضمون کی تائید کرتی ہیں، اس لئے قابلِ اعتبار ہیں۔

ان احادیث کا مطلب واضح ہے کہ جو شخص بھی اپنی مالی حیثیت کو ملحوظ رکھ کر صدقہ کرے گا، اسی کے اعتبار سے اجر پائے گا۔ [1]

---

[1] (ثلاثة نفر) بفتحتين أى ثلاثة رجال (كان لأحدهم عشرة دنانير فتصدق منها بدينار وكان لآخر عشرة أواق فتصدق منها بأوقية وآخر كان له مائة أوقية فتصدق منها بعشرة أواق هم فى الأجر سواء كل قد تصدق بعشر ماله) أى فأجر الدينار بقدر أجر الأوقية وأجر الأوقية بقدر أجر العشرة الأواق فلا فضل لأحدهم على الآخر (طب عن أبى مالك الأشجعى) كعب بن عاصم أو عبيد أو عمرو (التيسير بشرح الجامع الصغير للمناوى، حرف الثاء)

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ (بخاری، حدیث نمبر ۳۳۹۷، کتاب المناقب، باب قول النبی ﷺ لو کنت متخذا خلیلا، واللفظ لہٗ، مسلم حدیث نمبر، مسند احمد حدیث نمبر ۱۱۸۲۵۳)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم میرے صحابۂ کرام کو برا بھلا مت کہو، کیونکہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا بھی (اللہ کے راستے میں) خرچ کردے، تو (اس کا ثواب) میرے صحابہ میں سے کسی کے ایک مُد (تقریباً چوتھائی صاع) اور نصف مُد کے برابر نہیں پہنچ سکتا (ترجمہ ختم)

ایک مُد تقریباً چوتھائی صاع کے برابر ہوتا ہے، جس کا وزن ایک سیر سے بھی کم بنتا ہے۔

صحابۂ کرام کے اتنی کم چیز کے صدقہ خیرات کرنے کا ثواب دوسروں کے احد پہاڑ کے برابر صدقہ خیرات سے بھی زیادہ ہونے کی وجہ صحابۂ کرام کا بلند مقام اور مرتبہ ہونا ہے۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صحابۂ کرام کا خرچ کرنا اسلام کے آغاز کے وقت میں تھا، جبکہ اس وقت ضرورت زیادہ تھی، اور حالات تنگ تھے، نیز صحابۂ کرام کی نیتوں کے بلند اخلاص کی وجہ سے بھی ان کی تھوڑی چیز کے خرچ اور صدقہ خیرات کرنے کی فضیلت زیادہ ہے۔ [1]

---

[1] فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهبا زاد البرقاني كل يوم ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه أي ولا بلغ نصفه أي من بر أو شعير لحصول بركته ومصادمته لإعلاء الدين وكلمته مع ما كانوا من القلة وكثرة الحاجة والضرورة ولذا ورد سبق درهم مائة ألف درهم وذلك معدوم فيما بعدهم وكذلك سائر طاعاتهم وعباداتهم وغزواتهم وخدماتهم ثم اعلم أن المد بضم الميم ربع الصاع والنصيف بمعنى النصف كالعشير بمعنى العشر وعلى هذا الضمير راجع إلى المد وقيل النصيف مكيال يسع نصف مد فالضمير راجع إلى الأحد قال القاضي عياض النصيف النصف أي نصف مده وقيل هو مكيال دون المد والمعنى لا ينال أحدكم بإنفاق مثل أحد ذهبا من الأجر والفضل ما ينال أحدهم بإنفاق مد طعام أو نصفه لما يقارنه من مزيد الإخلاص وصدق النية وكمال النفس قال الطيبي ويمكن أن يقال إن فضيلتهم بحسب فضيلة إنفاقهم وعظم موقعه كما قال تعالى لا يستوي منكم من أنفق من قبل

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے زیادہ اور مصرَف کے اعلیٰ نیز نیت اور اخلاص کی برکت سے صدقہ خیرات کی فضیلت بڑھ جاتی ہے۔

اور جو شخص ضرورت کے موقع پر اور اچھے مصرَف میں اخلاص کو ملحوظ رکھ کر صدقہ خیرات کرتا ہے، اس کی فضیلت زیادہ ہوتی ہے۔ [۱]

اور حضرت اُمِ بُجید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّهَا قَالَتْ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ إِنَّ الْمِسْكِيْنَ لَيَقُوْمُ عَلٰى بَابِىْ فَمَا أَجِدُ لَهُ شَيْئًا أُعْطِيْهِ إِيَّاهُ . فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِنْ لَّمْ تَجِدِىْ لَهُ شَيْئًا تُعْطِيْنَهُ إِيَّاهُ إِلَّا ظِلْفًا مُحْرَقًا فَادْفَعِيْهِ إِلَيْهِ فِىْ يَدِهِ (ابوداؤد، حدیث نمبر ۱۶۶۹، کتاب الزکاۃ، باب حق السائل، واللفظ لهٗ، ترمذی حدیث نمبر ۶۰۱، نسائی حدیث نمبر ۲۵۷۳، مسند احمد حدیث نمبر

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الفتح وقاتل أولئک أعظم درجة من الذين أنفقوا من بعد وقاتلوا الحديد وقوله من قبل الفتح أى قبل فتح مكة يعنى قبل عز الإسلام وقوة أهله ودخول الناس فى دين الله أفواجا وقلة الحاجة إلى القتال والنفقة فيه وهذا فى الإنفاق فكيف بمجاهدتهم وبذل أرواحهم بين يدى رسول الله انتهى (مرقاة، كتاب المناقب، باب مناقب الصحابة رضى الله عنهم أجمعين)

[۱] ومعناه لو أنفق أحدكم مثل أحد ذهبا ما بلغ ثوابه فى ذلک ثواب نفقة أحد أصحابى مدا ، ولا نصف مد . قال القاضى : ويؤيد هذا ما قدمناه فى أول باب فضائل الصحابة عن الجمهور من تفضيل الصحابة كلهم على جميع من بعدهم . وسبب تفضيل نفقتهم أنها كانت فى وقت الضرورة وضيق الحال ، بخلاف غيرهم ، ولأن إنفاقهم كان فى نصرته ﷺ وحمايته ، وذلک معدوم بعده ، وكذا جهادهم وسائر طاعتهم ، وقد قال الله تعالى : (لا يستوى منكم من أنفق من قبل الفتح وقاتل أولئک أعظم درجة) الآية ، هذا كله مع ما كان فى أنفسهم من الشفقة والتودد والخشوع والتواضع والإيثار والجهاد فى الله حق جهاده ، وفضيلة الصحبة ، ولو لحظة لا يوازيها عمل ، ولا تنال درجتها بشىء ، والفضائل لا تؤخذ بقياس ، ذلک فضل الله يؤتيه من يشاء ، قال القاضى : ومن أصحاب الحديث من يقول : هذه الفضيلة مختصة بمن طالت صحبته ، وقاتل معه ، وأنفق وهاجر ونصر ، لا لمن رآه مرة كوفود الأعراب أو صحبه آخرا بعد الفتح ، وبعد إعزاز الدين ممن لم يوجد له هجرة ، ولا أثر فى الدين ومنفعة المسلمين . قال : والصحيح هو الأول ، وعليه الأكثرون (شرح النووى ، كتاب فضائل الصحابة، باب تحريم سب الصحابة رضى الله عنهم)

۲۷۱۴۸، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۲۰۰۲۹)

ترجمہ: انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مسکین میرے دروازے پر حاضر ہوجاتا ہے، اور مجھے اس کو دینے کے لئے کوئی چیز میسر نہیں آتی، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اگر آپ اس کو دینے کے لئے کوئی چیز نہ پائیں، سوائے جلے ہوئے کھُر کے، تو وہی اس کے ہاتھ میں دے دیں (ترجمہ ختم)

حضور ﷺ نے یہ بات بطور مبالغہ کے فرمائی، اور مطلب یہ ہے کہ صحیح مستحق اور مسکین کو دینے کے لئے اگر ادنیٰ سے ادنیٰ چیز ہو، تو وہ دے دینے میں بھی عار نہیں سمجھنی چاہئے، بلکہ اسی سے مسکین کی مدد کر کے صدقہ کے ثواب سے مستفید ہوجانا چاہئے۔

اور آج کل جو بعض سائل ادنیٰ چیز کو لینے سے انکار کردیتے ہیں، تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اصل مستحق نہیں ہوتے، بلکہ عموماً پیشہ ور ہوتے ہیں، ورنہ صحیح مستحق ایسا ہرگز نہیں کرتا۔

اور ایک حدیث میں ہے:

عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ فَقَالُوْا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ قَالَ یَعْمَلُ بِیَدِہٖ فَیَنْفَعُ نَفْسَهٗ وَیَتَصَدَّقُ قَالُوْا فَإِنْ لَّمْ یَجِدْ قَالَ یُعِیْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ قَالُوْا فَإِنْ لَّمْ یَجِدْ قَالَ فَلْیَعْمَلْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلْیُمْسِکْ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا لَهٗ صَدَقَةٌ (بخاری حدیث نمبر ۱۳۵۳، کتاب الزکاۃ، باب علی کل مسلم صدقة فمن لم یجد فلیعمل بالمعروف، واللفظ لهٗ، مسلم حدیث نمبر ۲۳۸۰)

ترجمہ: ہر مسلمان پر صدقہ لازم ہے، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی جس شخص کو صدقہ کی کوئی چیز میسر نہ ہو (وہ کیسے صدقہ کرے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ سے کام کاج کرے، پھر اپنے آپ کو بھی نفع پہنچائے (یعنی اپنی ضروریات میں خرچ کرے) اور صدقہ کرے، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اگر یہ بھی میسر نہ ہو (تو وہ کیسے صدقہ کرے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ضرورت مند مظلوم کی مدد کرے، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اگر یہ بھی میسر نہ ہو (تو وہ کیا کرے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کہ اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور برے عمل سے رکا رہے، یہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ اگر مال سے مدد نہ کر سکے، تو اپنے عمل سے دوسرے کی مدد کرے، یا اپنے منصَب وعہدہ سے دوسرے کو فائدہ پہنچائے، یا دوسرے کو نیک کام کی نصیحت کرے، یا دعا کرے، یا امر بالمعروف نہی عن المنکر کرے، دوسرے کو اپنے علم، عمل اور نصیحت سے فائدہ پہنچائے، اور اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو، تو خود نیک عمل کرے، اور برے عمل سے بچے، اس صورت میں بھی کم از کم دوسرے اس کے ضَرر اور تکلیف سے بچے رہیں گے، یہ بھی اس کے لئے اس صورت میں صدقہ ہو جائے گا۔ [۱]

اس قسم کی اور بھی احادیث ہیں، چنانچہ ایک حدیث میں ہے:

تَبَسُّمُکَ فِیْ وَجْهِ أَخِیْکَ لَکَ صَدَقَةٌ وَأَمْرُکَ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْیُکَ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَةٌ وَإِرْشَادُکَ الرَّجُلَ فِی أَرْضِ الضَّلَالِ لَکَ صَدَقَةٌ وَبَصَرُکَ لِلرَّجُلِ الرَّدِیْءِ الْبَصَرِ لَکَ صَدَقَةٌ وَإِمَاطَتُکَ الْحَجَرَ وَالشَّوْکَةَ وَالْعَظْمَ عَنْ الطَّرِیْقِ لَکَ صَدَقَةٌ وَإِفْرَاغُکَ مِنْ دَلْوِکَ فِیْ دَلْوِ أَخِیْکَ لَکَ صَدَقَةٌ(ترمذی، حدیث نمبر ۱۸۷۹، کتاب البر والصلة، بَاب مَا جَاءَ فِی صَنَائِعِ الْمَعْرُوفِ) [۲]

---

[۱] قالوا فإن لم يجد أى ما يتصدق به قال فليعمل بيديه أى فليكتسب مالا يعمل بيديه فينفع نفسه ويدفع ضرره عن الناس ويتصدق أى أن فضل عن نفسه قالوا فإن لم يستطع أو لم يفعل شک من الراوى أى فإن لم يقدر على العمل قال فيعين ذا الحاجة الملهوف صفة ذا أى المتحير فى أمره الحزين أو الضعيف أو المظلوم المستغيث ثم أنه يحتمل أن تكون الإعانة بالفعل أو بالمال أو بالجاه أو بالدلالة أو النصيحة أو الدعاء قالوا فإن لم يفعله قال فيأمر بالخير وهو يشمل الأمر بالمعروف والنهى عن المنكر والإفادة العلمية والنصيحة العملية قالوا فإن لم يفعل قال فيمسک أى نفسه أو الناس عن الشر بالإعتزال وغيره فإنه له صدقة أى فإن الإمساک عن الشر له تصدق به على نفسه أو لأنه إذا أمسک عن الشر كان له أجر كالتصدق(مرقاة المفاتيح، كتاب الزكاة ،باب فضل الصدقة)

[۲] قال الترمذى: وَفِى الْبَاب عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَجَابِرٍ وَحُذَيْفَةَ وَعَائِشَةَ وَأَبِى هُرَيْرَةَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ(حواله بالا)

ترجمہ: آپ کا اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا بھی آپ کے لئے صدقہ ہے (کیونکہ اس میں دوسرے کو راحت وخوشی فراہم کرنا ہے) اور آپ کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا بھی صدقہ ہے (کیونکہ اس میں دوسرے کو دین کی بات پہنچانا ہے) اور آپ کا بھٹکی ہوئی جگہ میں آدمی کو راستہ بتادینا بھی آپ کے لئے صدقہ ہے (کیونکہ اس میں دوسرے کو صحیح راستے کی راہنمائی فراہم کرنا ہے) اور آپ کا کمزور نظر والے کو دکھا دینا آپ کے لئے صدقہ ہے (کیونکہ اس میں دوسرے کی اعانت ومدد ہے) اور آپ کا راستے سے پتھر اور کانٹے اور ہڈی کو ہٹادینا آپ کے لئے صدقہ ہے (کیونکہ اس میں دوسرے کو تکلیف سے بچانے کا سامان ہے) اور آپ کا اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا آپ کے لئے صدقہ ہے (کیونکہ اس میں دوسرے کو پانی فراہم کرنا ہے) (ترجمہ ختم)

آج کل اپنے موٹر یا نلکے یا فلٹر یا کولر سے پانی دے دینا بھی اس میں داخل ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کو مال صدقہ کرنے کی حیثیت نہ ہو، تو دوسرے کی کسی بھی طرح اعانت ومدد کردینے میں بھی صدقہ کا اجروثواب حاصل ہوجاتا ہے۔ [1]

---

[1] كل معروف أى فى الشرع أو كل إحسان إلى نفسک أو غيرک صدقة وإن من المعروف أى من جملة أفراده إن تلقى أخاک أى المسلم بوجه بالتنوين طلق بفتح الأول وسكون الثانى وقيل بتثليث الأول وسكون ثانية وبفتح وكسر ويقال طليق أى ضاحک مستبشر وإن تفرغ من الإفراغ أى تصب من دلوک أى عند استقائک فى إناء أخيک لئلا يحتاج إلى الإستقاء أو لاحتياجه إلى الدلو والدلاء رواه أحمد والترمذى أى من طريق محمد بن المنكدر عن جابر قال الترمذى حسن صحيح كذا نقله الجزرى وفى كثير من نسخ الترمذى حسن فقط وليس فى سنده غير المنكدر بن محمد بن المنكدر قال الذهبى فيه لين وقد وثقه أحمد كذا ذكره ميرک وعن أبى ذر قال قال رسول الله تبسمک فى وجه أخيک أى على وجه الإنبساط صدقة أى إحسان إليه أو لک فيه ثواب صدقة وأمرک بالمعروف صدقة ونهيک عن المنكر صدقة والصدقات مختلفة المراتب وإرشادک الرجل فى أرض الضلال أضيفت إلى الضلال كأنها خلقت به وهى التى لا علامة فيها للطريق فيضل فيها الرجل لک صدقة زيد لک فى هذه القرينة والتى بعدها لمزيد الإختصاص ونصرک أى إعانتک الرجل الردىء البصر بالهمز ويدغم أى الذى لا يبصر أصلا أو يبصر قليلا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور ایک روایت میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے:

كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ وَمَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ مِنْ نَفَقَتِهِ عَلٰى نَفْسِهِ وَأَهْلِهِ كُتِبَ لَهُ بِهَا صَدَقَةٌ ، وَمَا وَقٰى بِهِ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ عَرْضَهُ كُتِبَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ وَكُلُّ نَفَقَةٍ أَنْفَقَهَا الْمُسْلِمُ فَعَلَى اللّٰهِ خَلَفُهَا ضَامِنًا إِلَّا نَفَقَةٌ فِيْ بُنْيَانٍ أَوْ مَعْصِيَّةٍ

(مسند عبد بن حميد حديث نمبر ۱۰۸۵،شرح السنة للبغوی،باب کل معروف صدقة،الآداب للبيهقی حديث نمبر ۱۲۸،وحديث نمبر ۷۱۰،دارقطنی حديث نمبر ۲۹۳۴،مستدرک حاکم حديث نمبر ۲۲۷۲) [1]

ترجمہ: ہر نیک کام صدقہ ہے، اور مسلمان جو اپنے اوپر اور اپنے گھر والوں پر نان نفقہ خرچ کرتا ہے، تو وہ صدقہ میں لکھا جاتا ہے، اور جس مال سے مسلمان اپنی آبرو، اپنی عزت کی حفاظت کرتا ہے، تو وہ بھی اس کے لئے صدقہ لکھا جاتا ہے، اور جس نفقہ کو بھی مسلمان خرچ کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے پیچھے ذمہ دار پیدا فرما دیتے ہیں (یعنی اس کے متبادل عطا فرماتے ہیں) مگر جو (غیر ضروری) تعمیر یا گناہ میں خرچ ہوتا ہے (وہ صدقہ نہیں) (ترجمہ ختم)

عزت بچانے سے مراد یہ ہے کہ مثلاً کوئی شاعر یا زنخا وغیرہ پیچھے پڑ گیا، اور اسے دیئے بغیر جان چھڑانا مشکل ہے، اور اس کی طرف سے استہزاء وغیرہ ہونے کی وجہ سے عزت و آبرو کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے، ایسی صورت میں اس کو کچھ دے دینے میں بھی صدقہ کا ثواب ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لک صدقة وضع النصر موضع القياد مبالغة فی الإعانة كأنه ينصره علی كل شیء يؤذيه وإماطتک أی إزالتک الحجر والشوک والعظم أی ونحوها عن الطريق أی طريق المسلمين لک صدقة وإفراغک أی صبک من دلوک فی دلو أخيک أی بعض الماء لک صدقة فكيف إذا لم يكن لأخيک دلو أو أعطيته ماء من دلوک (مرقاة المفاتيح ،كتاب الزكاة،باب فضل الصدقة)

[1] قال الحاكم:هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ، وَشَاهِدُهُ لَيْسَ مِنْ شَرْطِ هَذَا الْكِتَابِ (مستدرک حاکم ، حواله بالا)

[2] (كل معروف صدقة) أی كل ما يفعل من أنواع البر وثوابه من تصدق بالمال والمعروف لغة ما عرف وشرعا قال ابن عرفة الطاعة :ولما تكرر الأمر بالصدقة فی الكتاب والسنة مالت إليها

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

صدقہ کرنے کی فضیلت واہمیت اور سوال کرنے کی مذمّت

ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ (بخاری، حدیث نمبر ۱۳۳۸، کتاب الزکاۃ، باب لا صدقة إلا عن ظهر غنی، واللفظ لہٗ، مسلم حدیث نمبر ۲۴۳۳، ترمذی حدیث نمبر ۲۳۸۷، نسائی حدیث نمبر ۲۵۴۲ عن حکیم بن حزام)

ترجمہ: اوپر والا (یعنی سوال نہ کرنے بلکہ دینے والا) ہاتھ نیچے والے (یعنی لینے اور سوال کرنے والے) ہاتھ سے (ثواب کے اعتبار سے) بہتر ہے، اور جو آپ کی عیال داری میں ہیں، وہ صدقہ (کے مصرف و مستحق ہونے) میں مقدم ہیں، اور بہترین صدقہ غناء ظاہر ہونے میں ہے (نہ کہ صدقہ کرنے کے بعد خود کنگال ہوجانے میں) اور

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

القلوب فأخبرهم بأن كل طاعة من قول أو فعل أو بذل صدقة يشترك فيها المتصدقون حثا منه للكافة على المبادرة إلى فعل المرء طاقته وسميت صدقة لأنها من تصديق الوعد بنفع الطاعة عاجلا وثوابها آجلا (وما أنفق المسلم من نفقة على نفسه وأهله كتب له بها صدقة) لأنه ينكف بذلك عن السؤال ويكف من ينفق عليه (وما وقى به المرء المسلم عرضه) أي يعطيه الشاعر ومن يخاف لسانه وشره (كتب له به صدقة) أي دفع به النقيصة عن عرضه بذكر ما يهتضم به في نفسه وفي أسلافه فإنه صدقة لأن صيانة العرض من جملة الخيرات لما أنه يحرم على الغير كالدم والمال قال ابن بطال : وأصل الصدقة ما يخرجه المرء من ماله متطوعا به وقد يطلق على الواجب لتحرى صاحبه الصدق في فعله ويقال لكل ما يحابي به المرء من حقه صدقة لأنه تصدق بذلك على نفسه قال عبد الحميد الهلالي :قلت لابن المنكدر :ما وقى الرجل به عرضه قال :يعطي الشاعر أو ذا اللسان (وكل نفقة أنفقها المسلم فعلى الله خلفها والله ضامن إلا نفقة في بنيان أو معصية) ظاهر هذا أنه لا يشترط في حصول الثواب نية القربة لكنه مقيد في أخبار أخر بقوله وهو يحتسبها فيحمل المطلق على المقيد وفيه أن المباح إذا قصد به وجه الله صار طاعة فإن نفقة الزوجة من ملاذ الدنيا المباحة ووضع اللقمة في فمها إنما يكون عند الملاعبة وهي أبعد الشيء عن الطاعة وأمور الآخرة ومع ذلك فقد أخبر المصطفى صلى الله عليه وسلم أنه يثاب عليه ثواب الصدقة ففي غير هذه الحالة أولى(فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوي، تحت حديث رقم ۶۳۵۳)

جو پاکدامنی اختیار کرے (یعنی کسی سے سوال نہ کرے) اسے اللہ تعالیٰ پاکدامنی (یعنی کسی سے سوال نہ کرنے کی حیثیت) عطا فرماتے ہیں، اور جو غناء اختیار کرے (یعنی لوگوں کے مال پر نظر نہ رکھے، اور اپنے پاس موجود چیز پر قناعت کرے) تو اللہ تعالیٰ اس کو غنی بنا دیتے ہیں (ترجمہ ختم)

اس سے صدقہ وخیرات کرنے کی فضیلت واہمیت معلوم ہوئی، اور اسی کے ساتھ کسی سے سوال نہ کرنے اور قناعت کرنے کی فضیلت ومنفعت بھی معلوم ہوئی۔ [1]

اور ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

لَأَنْ يَغْدُوَ أَحَدُكُمْ فَيَحْطِبَ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَتَصَدَّقَ بِهٖ وَيَسْتَغْنِيَ بِهٖ مِنَ النَّاسِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ رَجُلًا أَعْطَاهُ أَوْ مَنَعَهُ ذٰلِكَ فَإِنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا أَفْضَلُ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ (مسلم حديث نمبر ٢٤٤٧، كتاب الزكاة، باب كراهة المسألة للناس، واللفظ لهٗ، ترمذي حديث نمبر ٦١٢ عن ابي هريرة)

ترجمہ: تم میں سے کوئی صبح کو نکل جائے، پھر اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کی گٹھری لاد کر لائے، پھر اس کو صدقہ کر دے، اور اس کی وجہ سے لوگوں سے مستغنی ہو جائے (یعنی اس کو فروخت کر کے اپنی ضرورت پوری کر لے، اور لوگوں سے سوال نہ کرنا پڑے) یہ بہتر ہے، اس سے کہ وہ کسی آدمی سے سوال کرے، جو اس کو دے دے یا اسے منع کر دے،

---

[1] (ومن يستعفف يعفه الله) زاد في رواية البخاري، ومن يستغن يغنه الله قال التيمي: أي من يطلب العفاف وهو ترك المسألة يعطيه الله العفاف ومن يطلب الغنى من الله يعطه وقال بعضهم: معناه من طلب من نفسه العفة عن السؤال ولم يظهر الاستغناء يعفه الله أي يصيره عفيفا ومن ترقى من هذه المرتبة إلى ما هو أعلى وهو إظهار الاستغناء عن الخلق يملأ الله قلبه غنى لكن إن أعطى شيئا لم يرده (حاشية السيوطي على النسائي، كتاب الزكاة، باب الاستعفاف عن المسئالة)

يستعفف) بفك الإدغام: أي عن السؤال (يعفه) بضم التحتية والفاء اتباعاً لحركة الضمير أي يصيره عفيفاً: أي بمال يغنيه به عن الحاجة، أو بقناعة في نفسه، وقيل معناه ومن يطلب العفة وهي الكفّ عن الحرام يعفه الله: أي يصير عفيفاً (ومن يستغن) بما أعطيه ويقنع به (يغنه ا) عن الاحتياج لما فوقه فإن طعام الاثنين يكفي الثلاثة، والنفس معك إن أرسلتها استرسلت وإن فطمتها وقفت وانفطمت (دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، باب النفقة)

پس بے شک اوپر والا (یعنی سوال نہ کرنے بلکہ دینے والا) ہاتھ نیچے والے (یعنی سوال کرنے والے) ہاتھ سے افضل ہے، اور آپ اپنی عیال داری والے افراد پر صدقہ میں پہل کریں (ترجمہ ختم)

اور ایک حدیث میں ہے کہ:

اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَالْيَدُ الْعُلْيَا الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلٰى السَّائِلَةُ

(مسلم حديث نمبر ۲۴۳۲، كتاب الزكاة، باب بيان ان اليد العليا خير من اليد السفلىٰ واللفظ لهٗ، ابوداؤد حديث نمبر ۱۶۵۰، نسائی حديث نمبر ۲۵۳۲، مسند احمد حديث نمبر ۵۳۴۴ عن ابنِ عمر)

ترجمہ: اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، اور اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے (اور دینے) والا ہے، اور نیچے والا ہاتھ سوال کرنے والا ہے (ترجمہ ختم)

اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اوپر والے ہاتھ سے مراد خرچ کرنے اور دینے والا ہاتھ ہے، اور نیچے والے ہاتھ سے مراد سوال کرنے والا ہاتھ ہے۔

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اوپر والے ہاتھ سے مراد وہ ہاتھ ہے، جو سوال کرنے سے اپنے آپ کو بچائے، اور پاکدامنی اختیار کرے، اور نیچے والے ہاتھ سے مراد وہ ہاتھ ہے، جو سوال کرے۔ [1]

---

[1] ولابن أبى شيبة والبزار من طريق ثعلبة بن زهدم مثله وللطبرانى بإسناد صحيح عن حكيم بن حزام مرفوعا يد الله فوق يد المعطى ويد المعطى فوق يد المعطى ويد المعطى أسفل الأيدى وللطبرانى من حديث عدى الجذامى مرفوعا مثله ولأبى داود وبن خزيمة من حديث أبى الأحوص عوف بن مالك عن أبيه مرفوعا الأيدى ثلاثة فيد الله العليا ويد المعطى التى تليها ويد السائل السفلى ولأحمد والبزار من حديث عطية السعدى اليد المعطية هى العليا والسائلة هى السفلى فهذه الأحاديث متضافرة على أن اليد العليا هى المنفقة المعطية وأن السفلى هى السائلة وهذا هو المعتمد وهو قول الجمهور (فتح البارى لابنِ حجر، كتاب الزكاة، باب لا صدقة إلا عن ظهر غنى) (واليد العليا خير من اليد السفلى وأبدأ بمن تعول) أراد بالعلو علو الفضائل وكثرة الثواب قال عياض :والعليا الآخذة والسفلى المانعة وقال الكرمانى :العليا الآخذة والسفلى المنفقة لأن عادة الكرماء بسط الكف ليأخذه الفقير منها فيد الأخذ أعلى والمعطى يفيد الفقير الدنيا وهى فانية

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقہ اتنی مقدار میں کرنا بہتر ہے کہ صدقہ کرنے کے بعد پیچھے اپنی ضروریات (نہ کہ فضولیات وخرافات) کے لئے بھی باقی رہے، یہ نہ ہو کہ اپنی ضرورت کے لئے پھر پریشانی ہو، اور دوسروں سے سوال کرنا پڑے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جن کا نان نفقہ اپنے ذمہ ہے، مثلاً اپنی ذات، اپنی بیوی اور اہل وعیال، ان کی ضروریات (نہ کہ فضولیات وخرافات) پر خرچ کرنا دوسروں پر خرچ کرنے سے مقدم ہے۔

ان کی ضروریات کا انتظام کرنے کے بعد دوسروں پر صدقہ کا درجہ ہے۔ [1]

یہی وجہ ہے کہ اپنے غریب و مستحق اقرباء واعزہ پر صدقہ کو خرچ کرنے کا دُہرا ثواب ہے، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ تَكَفَّلَ لِيْ أَنْ لَّا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا وَأَتَكَفَّلَ لَهُ بِالْجَنَّةِ .فَقَالَ ثَوْبَانُ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والفقير يفيده الآخرة وهي خير وأبقى ورد بأن نص حديث البخارى أن العليا هي المنفقة والسفلى هي السائل فهذا نص يرفع تعسف من تأوله لأجل حديث إن الصدقة تقع بكف الرحمن ولاقتضائه أن العليا يد السائلة وهذا جهل فالمعطى هي يد الله بالعطاء ولهذا قال ابن حجر :الأحاديث متضافرة على أن اليد العليا المعطية والسفلى السائلة قال :وهو المعتمد وقول الجمهور وفيه وما قبل حث على الإنفاق في وجوه الطاعة وتفضيل الغنى مع القيام بحقوقه على الفقر لأن الإعطاء إنما يكون مع الغنى وكراهة السؤال والتنفير عنه حيث لا ضرورة (فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ۴۰۲۲)

وفيه دليل لمذهب الجمهور :أن اليد العليا المنفقة ، وقال الخطابى :المتعففة كما سبق ، وقال غيره :العليا الآخذة ، والسفلى المانعة .حكاه القاضى .والله أعلم .والمراد بالعلو :علو الفضل والمجد ونيل الثواب (شرح النووى على مسلم ، كتاب الزكاة،باب بيان ان اليد العليا خير من اليد السفلىٰ)

[1] قوله صلى الله عليه وسلم :(وخير الصدقة عن ظهر غنى)معناه :أفضل الصدقة ما بقى صاحبها بعدها مستغنيا بما بقى معه ، وتقديره :أفضل الصدقة ما أبقت بعدها غنى يعتمده صاحبها ويستظهر به على مصالحه وحوائجه ، وإنما كانت هذه أفضل الصدقة بالنسبة إلى من تصدق بجميع ماله ؛ لأن من تصدق بالجميع يندم غالبا أو قد يندم إذا احتاج ، ويود أنه لم يتصدق ، بخلاف من بقى بعدها مستغنيا فإنه لا يندم عليها ، بل يسر بها ....قوله ﷺ (وابدأ بمن تعول)فيه تقديم نفقة نفسه وعياله ؛ لأنها منحصرة فيه بخلاف نفقة غيرهم .وفيه الابتداء بالأهم فالأهم في الأمور الشرعية (شرح النووى على مسلم ، كتاب الزكاة،باب بيان ان اليد العليا خير من اليد السفلىٰ)

أَنَا .فَكَانَ لَا يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا (ابوداؤد، حديث نمبر ۱۶۴۵، كتاب الزكاة، باب كراهية المسالة؛ مسند احمد، حديث نمبر ۲۲۳۷۴؛ معجم كبير طبراني، حديث نمبر ۱۴۱۷؛ شعب الايمان للبيهقي، حديث نمبر ۳۲۴۵؛ مستدرک حاکم، حديث نمبر ۱۴۵۰؛ تهذيب الآثار للطبري، حديث نمبر ۴۱) [1]

ترجمہ: مجھے اس بات کی کون ضمانت دیتا ہے، کہ وہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کرے گا، اور میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں، حضرت ثوبان نے کہا کہ میں ضمانت دیتا ہوں، تو حضرت ثوبان کسی سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور ایک لمبی حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْمَسْأَلَةِ مَا مَشٰى أَحَدٌ إِلٰى أَحَدٍ يَسْأَلُهُ شَيْئًا (سنن نسائی حديث نمبر ۲۵۸۵، باب المسألة، كتاب الزكاة، واللفظ لهٗ، السنن الكبرىٰ للنسائی حديث نمبر ۲۳۶۷، تهذيب الآثار للطبري حديث نمبر ۴۲ عن عائذ بن عمرو)

ترجمہ: اگر تم اس چیز کی (برائی) جان لیتے، جو سوال کرنے میں ہے، تو کوئی کسی کی طرف کسی چیز کا سوال کرنے کے لئے نہ جاتا (ترجمہ ختم)

اور ایک حدیث میں ہے:

لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِىْ تَرُدُّهُ الْأُكْلَةُ وَالْأُكْلَتَانِ وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنُ الَّذِىْ لَيْسَ لَهٗ غِنًى وَيَسْتَحْيِىْ أَوْ لَا يَسْأَلُ النَّاسَ إِلْحَافًا (بخاری حديث نمبر ۱۳۸۲، كتاب الزكاة، باب قول الله تعالى لا يسألون الناس إلحافا، واللفظ لهٗ، مسند احمد حديث نمبر ۹۸۹۰، صحيح ابنِ حبان حديث نمبر ۳۲۹۸ عن ابی هريرة)

ترجمہ: مسکین وہ نہیں ہے کہ جو ایک ایک اور دو دو لقموں (یعنی چند ٹکوں) کے لئے در

---

[1] وقال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ
إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير صحابيه، فمن رجال مسلم . عاصم :هو ابن سليمان الأحول، وأبو العالية :هو رفيع بن مهران الرياحي (حاشيه مسند احمد، حديث نمبر ۲۲۳۷۴)

بدر ٹھوکریں کھاتا پھرے، بلکہ مسکین وہ ہے، جس کے پاس مال نہ ہو، اور وہ لوگوں سے سوال کرنے سے شرمائے، یا لوگوں کے پیچھے پڑ کر سوال نہ کرے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِىْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلٰكِنَّ الْمِسْكِينُ الَّذِىْ لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ وَلَا يُفْطَنُ بِهٖ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ (بخاری حدیث نمبر ۱۳۸۵، کتاب الزکاة، باب قول الله تعالى لا يسألون الناس إلحافا عن ابی هريرة)

ترجمہ: مسکین وہ نہیں ہے کہ جو لوگوں کے پاس ایک ایک اور دو دو لقموں اور ایک ایک اور دو دو کھجوروں (یعنی چند ٹکوں) کے لئے چکر کاٹتا پھرے، بلکہ مسکین وہ ہے، جس کے پاس اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے مال نہیں ہے، اور اس کی حالت لوگوں پر ظاہر نہیں ہے، کہ اس کو کسی کی طرف سے صدقہ دیا جائے، اور وہ لوگوں سے سوال کرنے کے لئے کھڑا نہیں ہوتا (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ اصل مسکین اور صدقہ کے صحیح مستحق سفید پوش اور وہ پاک دامن لوگ ہیں، جو لوگوں کے پاس جا جا کر چھوٹی چھوٹی چیزوں کا سوال نہیں کرتے۔

جیسا کہ آج کل پیشہ ور بھکاریوں کا حال ہے کہ ایک ایک، دو دو روپیہ کی خاطر لوگوں کے پاس چکر کاٹتے اور بازاروں میں گھومتے پھرتے ہیں۔ [1]

---

[1] ليس المسكين أى المذكور فى قوله تعالى إنما الصدقات للفقراء والمساكين التوبة والمعنى ليس المسكين شرعا المسكين عرفا وهو الذى يطوف أى يدور ويتردد على الناس فى أصل ابن حجر على الأبواب ترده اللقمة واللقمتان والتمرة والتمرتان جملة حالية قال ابن الملك أى ليس المسكين من يتردد على الأبواب ويأخذ لقمة فإن من فعل هذا ليس بمسكين لأنه يقدر على تحصيل قوته والمراد ذم من هذا فعله إذا لم يكن مضطرا ......قوله ولكن المسكين وفى نسخة بتشديد النون أى الكامل فى المسكنة الذى لا يجد غنى أى شيئا أو مالا يغنيه أى عن غيره ويكفيه ولا يفطن به بصيغة المجهول أى لا يعلم باحتياجه فيتصدق بالرفع والنصب مجهولا عليه ولا يقوم أى لا يتعرض فيسأل الناس بالرفع والنصب معلوما بل يخفى حال نفسه وفى الحديث إشارة إلى ما

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور ایک حدیث شریف میں ارشاد ہے:

مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ أَوْ لِيَسْتَكْثِرْ

(مسلم حديث نمبر ۲۴۴۶، كتاب الزكاة، باب كراهة المسألة للناس، واللفظ لهٗ، سنن ابنِ ماجة حديث نمبر ۱۸۲۸، مصنف ابن ابى شيبة حديث نمبر ۱۰۶۷۶، شرح معانى الآثار حديث نمبر ۳۰۲۹، مسند ابى يعلىٰ حديث نمبر ۵۹۵۳، عن ابى هريرة)

ترجمہ: جو لوگوں سے ان کے مال کا سوال کرے، تاکہ اپنے پاس مال بڑھ جائے، تو وہ درحقیقت آگ کے انگارے کا سوال کر رہا ہے، اب اس کی مرضی ہے کہ وہ آگ کو کم کرے یا زیادہ کرے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ مال کی حرص وہوس اور مال کو بڑھانے کے لئے سوال کرنے والا اپنے لئے آگ کا عذاب جمع کرتا ہے، اور جتنا بھی زیادہ سوال کرتا ہے، اتنا ہی آگ کا عذاب اکٹھا کرتا ہے۔

اور ایک حدیث میں ہے:

مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتّٰى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ فِيْ وَجْهِهٖ مُزْعَةُ لَحْمٍ (مسلم حديث نمبر ۲۴۴۵، كتاب الزكاة، باب كراهة المسألة للناس، واللفظ لهٗ، بخارى حديث نمبر ۱۳۸۱، عن ابنِ عمر)

ترجمہ: آدمی لوگوں سے سوال کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا، کہ اس کے چہرے میں گوشت کا کوئی حصہ نہیں ہوگا (ترجمہ ختم)

یہ وعید اس شخص کے لئے ہے، جو کہ مستحق نہیں، اور اس کے باوجود لوگوں سے مانگتا رہے، تو قیامت میں اس کی ذلت ورسوائی اور اس کی اس دھوکہ دہی کو واضح کرنے کے لئے اس کو مذکورہ عذاب میں

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فى الكلام القديم لفقراء الذين أحصروا فى سبيل الله لا يستطيعون ضربا فى الأرض يحسبهم الجاهل أغنياء من التعفف تعرفهم بسيماهم لا يسألون الناس إلحافا البقرة أى أصلا وفيه حجة لما ذهب إليه أبو حنيفة ومالك ومن تبعهما من أن المسكين هو الذى لا يملك شيئا فهو أسوأ حالا من الفقير لأنه يملك مالا يكفيه (مرقاة، كتاب الزكاة، باب من لا تحل له الصدقة)

مبتلا کیا جائے گا۔ [1]

اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ فَأَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهُ وَمَنْ أَنْزَلَهَا بِاللّٰهِ أَوْشَكَ اللّٰهُ لَهُ بِالْغِنٰى إِمَّا بِمَوْتٍ عَاجِلٍ أَوْ غِنًى عَاجِلٍ (ابوداؤد، حدیث نمبر ۱۶۴۷، کتاب الزکاۃ، باب فی الاستعفاف، واللفظ لہٗ؛ ترمذی، حدیث نمبر ۲۲۴۸، بَاب مَا جَاءَ فِي الْهَمِّ فِي الدُّنْيَا وَحُبِّهَا؛ مسند احمد، حدیث نمبر ۳۸۶۹؛ مستدرک حاکم؛ بیهقی) [2]

ترجمہ: جس کو فاقہ پہنچا اور اس نے اس کو لوگوں کے سامنے رکھا (یعنی سوال کیا) تو اس کا فاقہ بند نہیں کیا جائے گا، اور جس نے اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے رکھا، تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے غنی بنادیں گے، یا تو جلدی موت دے کر یا جلدی مالدار بنا کر (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ معمولی ضرورت کے وقت صبر نہ کرنے اور لوگوں سے سوال کرنے سے فقر وفاقہ میں مزید اضافہ ہوتا ہے، اور صبر کرنے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے اس سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ ایک حدیث میں فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنا:

فَمَنْ أَعْطَيْتُهُ عَنْ طِيبِ نَفْسٍ فَيُبَارَكُ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَعْطَيْتُهُ عَنْ مَسْأَلَةٍ

---

[1] ما يزال الرجل يسأل الناس أى من غير استحقاق بلسان القال أو بيان الحال حتى يأتى يوم القيامة ليس فى وجهه مزعة لحم بضم الميم وكسرها مع سكون الزاى بعدها عين مهملة وحكى فتح الميم أيضا والضم هو المحفوظ عند المحدثين أى قطعة يسيرة من اللحم قال الطيبى أى يأتى يوم القيامة ولا جاه له ولا قدر من قولهم لفلان وجه فى الناس أى قدر ومنزلة أو يأتى فيه وليس على وجهه لحم أصلا أما عقوبة له وأما اعلاما بعمله اه وذلك بأن يكون علامة له يعرفه الناس بتلك العلامة أنه كان يسأل الناس فى الدنيا فيكون تفضيحا لحاله وتشهيرا لمآله وإذلالا له كما أذل نفسه فى الدنيا وأراق ماء وجهه بالسؤال ومن دعاء الإمام أحمد اللهم كما صنت وجهى عن سجود غيرك فصن وجهى عن مسألة غيرك متفق عليه (مرقاة، كتاب الزكاة، باب من لا تحل له الصدقة)

[2] قال المنذرى: رواه أبو داود والترمذى والحاكم وصححه وقال الترمذى حديث حسن صحيح ثابت يوشك بكسر الشين المعجمة أى يسرع وزنه ومعناه (الترغيب والترهيب، تحت حديث رقم ۱۲۳۹)

وَشَرَهٍ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ (صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۴۳۶، کتاب الزکاۃ، باب النهی عن المسألة، واللفظ لہٗ، مسند احمد حدیث نمبر ۱۶۹۲۱)

ترجمہ: جس کو میں طیبِ نفس (یعنی بغیر سوال اور بغیر حرص) کے دوں، تو اس کے لئے اس میں برکت دی جائے گی، اور جس کو سوال کرنے اور (مال کی) حرص رکھنے پر دیا، تو وہ ایسا ہے، جیسا کہ وہ کھاتا ہے، اور پیٹ نہیں بھرتا (ترجمہ ختم)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ فَتَحَ عَلٰى نَفْسِهٖ بَابَ مَسْأَلَةٍ مِنْ غَيْرِ فَاقَةٍ نَزَلَتْ بِهٖ، أَوْ عِيَالٍ لَا يُطِيقُهُمْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ الْفَاقَةِ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (شعب الإيمان حدیث نمبر ۳۲۵۰، کتاب الزکاۃ، فصل فی الاستعفاف عن المسألة، واللفظ لہٗ، تهذيب الآثار للطبری حدیث نمبر ۲۱) [1]

ترجمہ: جس نے اپنے آپ پر سوال کرنے کا دروازہ کھولا، جبکہ اس کے یا اس کے اہل وعیال کے ساتھ اس طرح کا فاقہ پیش نہیں آیا تھا، جس کی انہیں طاقت نہیں تھی، تو اللہ تعالیٰ اس پر فاقہ کے دروازہ کو ایسے طریقہ سے کھول دیں گے، جس کا اسے گمان بھی نہیں ہوگا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

مَنْ سَأَلَ مَسْأَلَةً وَهُوَ عَنْهَا غَنِيٌّ كَانَتْ شَيْئًا فِيْ وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (مسند احمد حدیث نمبر ۲۲۴۲۰) [2]

---

[1] قال المنذری:
رواه البيهقی وهو حديث جيد فی الشواهد (الترغيب والترهيب، كتاب الصدقات الترغيب فی أداء الزكاة وتأكيد وجوبها)

[2] قال الهيثمی: رواه احمد والبزار والطبرانی فی الكبير ورجال أحمد رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج۳ص۹۶، باب ما جاء فی السؤال)
وقال المنذری: رواه أحمد والبزار والطبرانی ورواة أحمد محتج بهم فی الصحيح (الترغيب والترهيب، كتاب الزكاة، الترهيب من أخذ ما دفع من غير طيب نفس المعطی)

ترجمہ: جس نے کسی چیز کا سوال کیا، اور اس کو ضرورت نہیں تھی، تو قیامت کے دن اس کے چہرے میں (رسوائی کا) نشان ہوگا (ترجمہ ختم)

اور حضرت حبشی بن جنادہ سلولی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا:

مَنْ سَأَلَ النَّاسَ فِيْ غَيْرِ مُصِيْبَةِ حَاجَتِهٖ فَكَأَنَّمَا يَلْتَقِمُ الرَّضْفَةَ (المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۳۴۲۵)

ترجمہ: جس نے لوگوں سے اپنی ضرورت کی مصیبت نہ ہونے کے وقت سوال کیا، تو گویا کہ اس نے (جہنم کے) تپتے ہوئے پتھر کو لقمہ بنایا (ترجمہ ختم)

حضرت قبیصہ بن مخارق ہلالی رضی اللہ عنہ ایک لمبی حدیث میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

يَا قَبِيْصَةُ إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدِ ثَلَاثَةٍ رَجُلٍ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَهَا ثُمَّ يُمْسِكُ وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اِجْتَاحَتْ مَالَهٗ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ -أَوْ قَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ- وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتّٰى يَقُوْمَ ثَلَاثَةٌ مِنْ ذَوِى الْحِجَا مِنْ قَوْمِهٖ لَقَدْ أَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ -أَوْ قَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ- فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْأَلَةِ يَا قَبِيْصَةُ سُحْتًا يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا (مسلم حديث نمبر ۲۴۵۱، كتاب الزكاة، باب من تحل له الصدقة، واللفظ لهٗ، ابوداؤد حديث نمبر ۱۶۴۲، نسائی حديث نمبر ۲۵۷۹، مسند احمد حديث نمبر ۲۰۶۰۱)

ترجمہ: اے قبیصہ! سوال کرنا کسی کے لئے حلال نہیں، سوائے تین آدمیوں میں سے ایک کے لئے، ایک تو وہ جس پر کسی کا بوجھ (یعنی دیت یا تاوان یا قرض وغیرہ) ہو، تو اس کے لئے سوال کرنا حلال ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کو اس بوجھ سے چھٹکارا مل

جائے، پھر وہ سوال سے رُک جائے، اور دوسرے وہ آدمی جس کے مال پر کوئی آفت وحادثہ پیش آ جائے (اور اس کا مال ضائع ہوجائے) اس کے لئے سوال کرنا حلال ہوجاتا ہے، یہاں تک کہ وہ ضروریاتِ زندگی کو پالے، اور تیسرے وہ آدمی جسے فاقہ پیش آ جائے، جس کی کہ اس کی قوم کے تین عقل مند لوگ گواہی دیں، کہ واقعی فلاں کو فاقہ کی نوبت پہنچ چکی ہے، تو اس کے لئے سوال کرنا حلال ہوجاتا ہے، یہاں تک کہ وہ اپنی ضرورت کو پالے۔ پس ان کے علاوہ اے قبیصہ! سوال کرنا حرام ہے، کہ سوال کرنے والا سوال کرکے حرام کھاتا ہے (ترجمہ ختم)

تین عقلمند لوگوں کی گواہی دینے سے مراد یہ ہے کہ فاقہ کا اچھی طرح ثبوت ہوجائے، اسی لئے اگر بغیر گواہی کے کسی کے بارے میں ثبوت ہوجائے، تو بھی یہی حکم ہے۔ [1]

---

[1] والمراد المبالغة فى ثبوت الفاقة قال الصغانى هكذا وقع فى كتاب مسلم يقوم والصحيح يقول باللام وكذا أخرجه أبو داود وكذا فى المصابيح وأجيب بأن تقدير القول مع القيام آكد وأغرب ابن حجر حيث قال وبما تقرر فى معنى يقوم اندفع قول الصغانى ووجه غرابته أن كلام الصغانى فى تصحيح الرواية لا فى تصحيح الدراية مع أن عدم الاحتياج إلى التقدير أظهر فى مقام التقرير هذا وقد أبعد من قال أن يقوم بمعنى يقول وصححه ابن حجر ووجه بعده أن القول يأتى بمعنى الفعل لا العكس كما فى هذا المحل فتأمل قال ابن الملك وهذا على سبيل الإستحباب والإحتياط ليكون أدل على براءة لسائل عن التهمة فى ادعائه وأدعى للناس إلى سرعة إجابته وخص بكونهم من قومه لأنهم هم العالمون بحاله وهذا من باب التبيين والتعريف إذ لا مدخل لعدد الثلاث من الرجال فى شىء من الشهادات عند أحد من الأئمة وقيل إن الإعسار لا يثبت عند البعض إلا بثلاثة لأنها شهادة على النفى فثلثت على خلاف ما اعتيد فى الإثبات للحاجة وقال السيد جمال الدين نقلا عن التخريج أخذ بهذا الحديث بعض أصحابنا وقال الجمهور يقبل من عدلين وحملوا الحديث على الإستحباب وهذا محمول على من عرف له مال فلا يقبل قوله فى تلفه والإعسار إلا ببينة وأما من لم يعرف له مال فالقول قوله فى عدم المال فحلت له المسألة أى فيسبب هذه القرائن الدالة على صدقة فى المسألة صارت حلالا له حتى يصيب قواما من عيش أو قال سدادا من عيش ويختلف فاعل قال باختلاف من وقع له الشك فتأمل فما سواهن أى هذه الأقسام الثلاثة من المسألة يا قبيصة سحت بضمتين وبسكون الثانى وهو الأكثر هو الحرام الذى لا يحل كسبه لأنه يسحت البركة أى يذهبها يأكلها أى يأكل ما يحصل له بالمسألة قاله الطيبى والحاصل يأكل حاصلها صاحبها سحتا نصب على التمييز أو بدل من الضمير فى يأكلها وجعله ابن حجر قال ابن الملك وتأنيث الضمير بمعنى الصدقة والمسألة رواه مسلم(مرقاة، كتاب الزكاة، باب من لا تحل له المسألة ومن تحل له،الفصل الأول)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِثَلَاثَةٍ :لِذِىْ فَقْرٍ مُدْقِعٍ ، أَوْ لِذِىْ غُرْمٍ مُفْظِعٍ ، أَوْ لِذِىْ دَمٍ مُوْجِعٍ (مسند احمد حدیث نمبر ۱۲۲۷۸) [۱]

ترجمہ: سوال کرنا کسی کے لئے حلال نہیں، سوائے تین صورتوں کے، ایک شدید فقروفاقہ میں، دوسرے سخت قرض ہونے کی حالت میں (جبکہ قرض کی ادائیگی کا انتظام نہ ہو) اور تیسرے قاتل پر خون کی دیت لازم ہونے کی صورت میں (جبکہ قاتل اور اس کے اولیاء کے پاس دیت کی ادائیگی کا مال نہ ہو) (ترجمہ ختم)

یہ حدیث بھی گزشتہ حدیث کے قریب قریب ہے۔ [۲]

اور حضرت حبشی بن جنادہ سلولی رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے:

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ لِغَنِيٍّ وَلَا لِذِىْ مِرَّةٍ سَوِيٍّ إِلَّا لِذِىْ فَقْرٍ مُدْقِعٍ أَوْ غُرْمٍ مُفْظِعٍ وَمَنْ سَأَلَ النَّاسَ لِيُثْرِىَ بِهِ مَالَهُ كَانَ خُمُوْشًا فِي وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَرَضْفًا يَأْكُلُهُ مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُقِلَّ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْثِرْ (ترمذی حدیث نمبر ۵۹۰، کتاب الزکاۃ، باب ما جاء من لا تحل له الصدقة)

ترجمہ: پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوال کرنا مالدار کے لئے حلال نہیں، اور نہ صحیح سالم آدمی کے لئے (جو کمانے اور محنت مزدوری پر قادر ہو) مگر شدید فقروفاقہ کے لئے،

---

[۱] حسن لغیرہ (حاشیة مسند احمد)

[۲] المسألة لا تصلح أى لا تحل ولا تجوز ولا تصح إلا لثلاثة لذى فقر مدقع أى شديد أو لذى غرم أى غرامة أو دين مفظع أى فظيع وثقيل وفضيح............أو لذى دم موجع بكسر الجيم وفتحها أى مؤلم والمراد دم يوجع القاتل وأولياء ه بأن تلزمه الدية وليس لهم ما يؤدى به الدية ويطلب أولياء المقتول منهم وتنبعث الفتنة والمخاصمة بينهم وقيل هو الذى يوجع أولياء المقتول فلا تكاد ثائرة الفتنة تطفأ فيما بينهم فيقوم له من يتحمل الحمالة وقد ذكر ذلک فيما سبق وقيل هو أن يتحمل الدية فيسعى فيها ويسأل حتى يؤديها إلى أولياء المقتول لتنقطع الخصومة وليس له ولأوليائه مال ولا يؤدى أيضا من بيت المال فإن لم يؤدها قتلوا المتحمل عنه وهو أخوه أو حميمه فيوجعه قتله (مرقاة، كتاب الزكاة، باب من لا تحل له المسألة ومن تحل له)

یا سخت قرض ہونے کی حالت میں (جبکہ قرض کی ادائیگی کا انتظام نہ ہو) اور جس نے لوگوں سے مال بڑھانے کے لئے سوال کیا، تو قیامت کے دن اس کے چہرے میں زخم ہوگا، اور تپتا ہوا پتھر ہوگا، جس کو وہ جہنم سے کھائے گا، اب جو چاہئے، اس (زخم وعذاب) کو کم کرلے، اور جو چاہے، اس کو زیادہ کرلے (ترجمہ ختم)

اور ایک حدیث میں ہے:

مَنْ سَأَلَ وَعِنْدَهُ مَا يُغْنِيهِ، فَإِنَّمَا يَسْتَكْثِرُ مِنْ جَمْرِ جَهَنَّمَ "قَالُوا :يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا يُغْنِيهِ ؟ قَالَ "مَا يُغَدِّيهِ أَوْ يُعَشِّيهِ (مسند احمد، حديث نمبر ١٧٦٢٥، واللفظ لهٗ، صحيح ابنِ حبان حديث نمبر ٣٣٩٤، ابوداؤد حديث نمبر ١٦٣١، عن سهل بن حنظلية) [1]

ترجمہ: جس نے سوال کیا، دراں حالیکہ اس کے پاس گزارے کے لائق موجود ہے، تو اس نے جہنم کے انگاروں کو اکٹھا کیا، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ گزارے کے لائق سے کیا مراد ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اس کے صبح شام کی ضرورت پوری کردے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

قِيلَ :يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، وَمَا الْغِنَاءُ الَّذِى لَا يَنْبَغِى مَعَهُ الْمَسْأَلَةُ قَالَ : أَنْ يَّكُونَ لَهٗ شَبْعُ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ أَوْ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ (صحيح ابنِ خزيمة حديث نمبر ٢١٩٨)

ترجمہ: عرض کیا گیا کہ گزارے کے لائق کہ جس کے ہوتے ہوئے سوال کرنا مناسب نہیں، اس سے کیا مراد ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس ایک دن اور ایک رات، یا ایک رات اور ایک دن کے گزارے کا انتظام ہو (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ جس کے پاس ایک دن کی ضروریات (کھانے، پینے، پہننے وغیرہ) کا انتظام ہو، اس کو سوال کرنا منع ہے، کیونکہ ایسے شخص کو ایسے سخت وشدید فاقہ میں مبتلا قرار نہیں دیا جاتا، جس

[1] إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الصحيح غير صحابيه فقد روى له أبو داود والنسائى (حاشية مسند احمد)

حالت میں احادیث میں سوال کو حلال قرار دیا گیا ہے، اور قرض وغیرہ کا معاملہ الگ ہے، جس کا پہلے ذکر گزر چکا۔

البتہ اگر ایسے شخص کو کوئی بغیر سوال کے دے دے اور وہ زکاۃ وصدقہ کا مستحق ہو، تو لینے میں کوئی حرج نہیں، جبکہ وہ زکاۃ وصدقہ کا مستحق ہو (مزید تفصیل کے لئے ہماری کتاب ''زکاۃ وصدقہ کے فضائل واحکام'' ملاحظہ فرمائیں) [1]

---

[1] والثالث :الغنى الذى يحرم به السؤال، ولا يحرم الاخذ ولا الدفع من غير سؤال :قال بعضهم: خمسون درهما .وقال عامة العلماء :إذا ملك قوت يومه وما يستر به عورته، فلا يحل له السؤال، فأما إذا لم يكن، فلا بأس به .وأما الفقير إذا كان قويا مكتسبا فيحل به أخذ الصدقة، ولا يحل له السؤال(تحفة الفقهاء للسمرقندى ج ا ص ۳۰۲)

والمسكين من لا شيئ له فيحتاج للمسألة لقوته أو ما يوارى بدنه ويحل له ذلك بخلاف الأول(اى الفقير) حيث لا تحل المسألة له فإنها لا تحل لمن يملك قوت يومه بعد سترة بدنه ، وعند بعضهم لا تحل لمن كان كسوبا أو يملك خمسين درهما ......ونصاب يحرم المسألة وهو ملك قوت يومه أو لا يملكه لكنه يقدر على الكسب أويملك خمسين درهما على الخلاف فى ذلك (فتح القدير، كتاب الزكاة،باب من يجوز دفع الصدقة إليه ومن لا يجوز)

والصواب من القول فى ذلك عندنا :أن المسألة مكروهة لكل أحد إلا المضطر يخاف على نفسه التلف بتركها ، فإن من كان قد بلغ حد الخوف على نفسه من الجوع ولا سبيل له إلى ما يقيم به رمقه ، ويرد عن نفسه الضرورة الحالة به إلا بالمسألة ، فإن عليه المسألة فرضا واجبا ؛ لأنه لا يحل له إتلاف نفسه ، وهو يجد السبيل إلى إحيائها بما أباح الله له بها إحياء ها به ، والمسألة مباحة لمن كان ذا فاقة وفقر ، وإن كرهناها له ، وقد وجد عنها مندوحة بما يقيم به رمقه من عيش وإن ضاق ، وإنما كرهناها على السبيل التى وصفنا ، لمن كرهنا له ؛ لتتابع الأخبار عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بما ذكرنا قبل..........وقلنا :هى مع ذلك مباحة لمن كان ذا فاقة وفقر ؛ لتظاهر الأخبار عن النبى صلى الله عليه وسلم فى الأخبار التى وردت عنه بالوعيد عليها أو بتحريمها موصولة بالشروط التى ذكرناها ....والمسألة تكره جميعها لمن وجد عنها مندوحة ، ولا نحرمها فنلزم السائل المأثم بها ، إلا سائلا سأل عن غنى مكثرا بها ماله ، فأما فى غرم لحقه فلم يكن فى ماله وفاء به ، أو فى حمالة تحملها لم يكن فى ماله لها سعة ، أو فى فاقة نزلت به وحاجة لا يقدر على سدها إلا بالمسألة ؛ فإن المسألة له جائزة حلال ، وإن اخترنا له الاستعفاف والتجمل والصبر ، والفزع إلى ربه عز وجل فى كشف النازل به من ذلك ، فإنه الجواد الذى لا يخاف بسعة الإفضال الفقر ، ولا تنقص خزائنه كثرة البذل .وبنحو الذى قلنا فى ذلك تظاهرت الأخبار عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، وذلك الخبر الذى ذكرنا عن قبيصة بن المخارق وغيره ، وبه قالت جماعة العلماء من السلف والخلف(تهذيب الآثار للطبرى،تحت حديث رقم ۷۹، باب ذكر من أنكر المسألة بكل حال)

ان تمام احادیث سے صدقہ کرنے والے کی فضیلت اور مانگنے والے بالخصوص غیر مستحق کے سوال کرنے والے کی مذمت معلوم ہوئی۔

افضل و بہتر صدقہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيْحٌ حَرِيْصٌ تَأْمُلُ الْغِنٰى وَتَخْشَى الْفَقْرَ وَلَا تُمْهِلُ حَتّٰى إِذَا بَلَغَتُ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ (بخاری، حدیث نمبر ۲۵۴۳، کتاب الوصایا، باب الصدقة عند الموت، واللفظ لهٗ وحدیث نمبر ۱۳۳۰، صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۴۳۰، مسند احمد حدیث نمبر ۹۷۶۸)

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کون سا صدقہ افضل (واجر کے لحاظ سے عظیم) ہے؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ کہ آپ اس حال میں صدقہ کریں کہ آپ صحیح اور تندرست ہوں، اور مال کی خواہش رکھتے ہوں، مالدار ہونے کی امید اور فقر کا خوف رکھتے ہوں، اور آپ صدقہ میں اتنی دیر نہ کریں کہ موت حلق تک پہنچ جائے، پھر آپ کہیں کہ فلانے کے لئے اتنا اور اتنا، اور فلانے کے لئے اتنا اور اتنا ہے، دراحالیکہ وہ مال فلاں (یعنی وارث) کا ہو چکا ہے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ موت کے وقت کے بجائے صحت وتندرستی کی حالت میں صدقہ کی زیادہ فضیلت ہے۔ [1]

---

[1] وقد كان لفلان قيل جملة حالية أى وقد صار المال الذى تتصرف فيه فى هذه الحالة ثلثاه حقا للوارث وأنت تتصدق بجميعه فكيف يقبل منك وقال الطيبى قيل إشارة إلى المنع عن الوصية لتعلق حق الوارث أى وقد كان لفلان الوارث اه ويمكن أن يقال معناه وكان أى عندى لفلان كذا من المال فيكون الذم على الإمهال إلى تلك الحال فإن فعل الخير فى حال الصحة عمل أرباب الكمال ورد الحقوق لا ينبغى فيه الإهمال لأن الخطر كثير فى المال ويدل عليه صدر هذا الحديث (مرقاة، كتاب الزكاة، باب الانفاق وكراهية الامساك)

اورحضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَأَنْ يَّتَصَدَّقَ الْمَرْءُ فِيْ حَيَاتِهٖ بِدِرْهَمٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَّتَصَدَّقَ بِمِائَةٍ عِنْدَ مَوْتِهٖ (ابو داؤد حديث نمبر ۲۸۶۸، كتاب الوصايا، باب ما جاء فى كراهية الإضرار فى الوصية)

ترجمہ: آدمی کا اپنی زندگی میں ایک درہم خرچ کرنا اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنی موت کے وقت سو درہم خرچ کرے (ترجمہ ختم)

اورحضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

مَثَلُ الَّذِیْ يُعْتِقُ، أَوْ يَتَصَدَّقُ، عِنْدَ مَوْتِهٖ، مَثَلُ الَّذِیْ يُهْدِیْ بَعْدَمَا يَشْبَعُ

(مسند احمد حديث نمبر ۲۱۷۱۸، واللفظ لهٗ، نسائى حديث نمبر ۳۶۱۶)

ترجمہ: اس آدمی کی مثال کہ جو موت کے وقت (غلام کو) آزاد کرتا ہے، یا صدقہ دیتا ہے، اس شخص کی طرح ہے، جو پیٹ بھرنے کے بعد کوئی چیز دیتا ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ زندگی میں صدقہ نہ کرنا اور مال سے اپنی حرص وہوس پوری کرتے رہنا اور مرتے وقت صدقہ دینا زیادہ فضیلت کا باعث نہیں۔

کیونکہ اس کی مثال اپنا پیٹ بھر لینے کے بعد بچی کھچی چیز دینے والے کی طرح ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ موت کے وقت سے پہلے پہلے صحت اور تندرستی کی حالت میں صدقہ کرنا افضل ہے۔

اس لئے ہر مسلمان کو حسبِ حیثیت اپنی زندگی میں جلد از جلد صدقہ کر کے اس فضیلت کا مستحق ہونا چاہئے، اور صدقہ کو مرنے کے وقت تک مؤخر نہیں کرنا چاہئے۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے رشتہ داروں پر رشتہ کے لحاظ سے درجہ بدرجہ صدقہ کرنے کی فضیلت زیادہ ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ حضرت زینب نے حضور ﷺ سے اپنے رشتہ دار یتیم بچوں اور اپنے مستحق شوہر پر صدقہ کرنے کے بارے میں سوال کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

لَهَا أَجْرَانِ أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ (بخارى حديث نمبر ۱۳۷۳، واللفظ لهٗ،

مسلم حدیث نمبر ۲۳۶۵، نسائی حدیث نمبر ۲۵۸۲)

ترجمہ: حضرت زینب کو ان پر (نفلی) صدقہ کرنے سے دو اجر ہیں، ایک رشتہ داری کا اجر اور ایک صدقے کا اجر (ترجمہ ختم)

اس سے مراد نفلی صدقہ ہے، جو ضرورت مند و مستحق شوہر کو دینا بھی جائز ہے۔

اور ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ، وَهِيَ عَلٰى ذِي الْقَرَابَةِ اِثْنَتَانِ :صِلَةٌ، وَصَدَقَةٌ (مسند احمد حدیث نمبر ۱۶۲۲۷، واللفظ لہٗ، ابنِ ماجۃ حدیث نمبر ۱۸۳۴، ترمذی بلفظ ذِی الرَّحِمِ عن سلمان بن عامر الضبی)

ترجمہ: مسکین (یعنی عام مستحق وغریب) پر صدقہ کرنا، صدقہ ہے، اور قرابت دار پر صدقہ کرنا، صلہ رحمی اور صدقہ دو چیزوں کا مجموعہ ہے (ترجمہ ختم)

اور ایک حدیث میں ہے کہ:

يَدُ الْمُعْطِيْ الْعُلْيَا وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ أُمَّكَ وَأَبَاكَ وَأُخْتَكَ وَأَخَاكَ ثُمَّ أَدْنَاكَ أَدْنَاكَ (سنن نسائی حدیث نمبر ۲۵۳۱، بَاب أَيَّتُهُمَا الْيَدُ الْعُلْيَا، واللفظ لہٗ، صحیح ابن حبان، ذکر البیان بأن علی المرء إذا أراد الصدقة بأنه يبدأ بالأدنى فالأدنى منه دون الأبعد فالأبعد عنه، مستدرک حاکم، مسند البزار عن طارق المحاربی) [1]

ترجمہ: دینے والا ہاتھ اوپر والا ہے، اور آپ دینے میں اس سے ابتداء کریں، جس کی آپ کفالت کرتے ہوں، اپنی ماں، اپنے باپ، اپنی بہن اور اپنے بھائی سے، پھر جو آپ کے قریب ہو، درجہ بدرجہ (ترجمہ ختم)

---

[1] قال الحاکم: هذا حديث صحيح الإسناد و لم يخرجاه. وقال الذهبي في التلخيص: صحيح (حواله بالا)

وقال الهيثمي:

رواه البزار وذكر بأسانيد أخر عن الاسود بن ثعلبة قال مثله ورجالهما ثقات ورجال الاول رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج۳ ص۹۸، باب في اليد العليا ومن أحق بالصلة)

وقال شعيب الأرنؤوط: إسناده صحيح (ابنِ حبان، حواله بالا)

اور ایک حدیث میں ہے:

أَمَرَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -بِالصَّدَقَةِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدِيْ دِيْنَارٌ .فَقَالَ تَصَدَّقْ بِهِ عَلٰى نَفْسِكَ .قَالَ عِنْدِيْ آخَرُ .قَالَ تَصَدَّقْ بِهٖ عَلٰى وَلَدِكَ .قَالَ عِنْدِيْ آخَرُ .قَالَ تَصَدَّقْ بِهٖ عَلٰى زَوْجَتِكَ .أَوْ قَالَ زَوْجِكَ .قَالَ عِنْدِيْ آخَرُ .قَالَ تَصَدَّقْ بِهٖ عَلٰى خَادِمِكَ .قَالَ عِنْدِيْ آخَرُ .قَالَ أَنْتَ أَبْصَرُ .(ابوداوٗد حديث نمبر ۱۶۹۳، كتاب الزكاة، باب فى صلة الرحم، واللفظ لهٗ، نسائى حديث نمبر ۲۵۳۴ ،مسند احمد حديث نمبر ۷۴۱۹ عن ابى هريرة) [1]

ترجمہ: نبی ﷺ نے صدقہ کا حکم فرمایا، تو ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک دینار ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اپنے اوپر صدقہ کرو، اس نے کہا کہ میرے پاس ایک اور دینار بھی ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اپنی اولاد پر صدقہ کرو، اس نے کہا کہ میرے پاس ایک اور دینار ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی زوجہ پر صدقہ کرو، اس نے کہا کہ میرے پاس ایک اور دینار ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اپنے خادم پر صدقہ کرو، اس نے کہا کہ میرے پاس ایک اور دینار ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ زیادہ جانتے ہیں (کہ آپ کی نظروں میں پھر کون مستحق ہے) (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ درجہ بدرجہ جن کا نان نفقہ اپنے ذمہ واجب ہے، ان کا نان نفقہ ادا کرنا بھی صدقہ میں داخل ہے۔

یہ اسی حدیث کی تشریح ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے اہل وعیال سے صدقہ کرنے کی ابتداء کا حکم فرمایا ہے۔

البتہ والدین کا اولاد کو اور اولاد کا والدین کو، اور میاں بیوی کا ایک دوسرے کو اپنے مال کی زکاۃ اور

---

[1] اسنادهٗ قوى (حاشية مسند احمد)

واجب صدقات دینا جائز نہیں۔

ان احادیث سے مستحق اور ضرورت مند رشتہ داروں پر صدقہ کرنے کی فضیلت معلوم ہوئی۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِي جَارَيْنِ فَإِلَى أَيِّهِمَا أُهْدِي قَالَ إِلٰى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا (بخاری حدیث نمبر ۲۰۹۹، کتاب الشفعة، باب ای الجوار اقرب، واللفظ لهٗ، مسند احمد حدیث نمبر ۲۵۴۲۳)

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے دو پڑوسی ہیں، ان میں سے کس کو ہدیہ (وصدقہ) کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان میں سے جس کا دروازہ آپ کے زیادہ قریب ہو (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ قریب تر پڑوسی کو دور والے پر سبقت حاصل ہے، الّا یہ کہ دور والا زیادہ ضرورت مند ہو۔

اور اسی وجہ سے فقہائے کرام نے فرمایا کہ زکاۃ وصدقات میں اپنے علاقے کے ضرورت مند لوگوں کو دوسرے علاقے کے لوگوں پر سبقت حاصل ہے، الّا یہ کہ دوسرے علاقے والے زیادہ ضرورت مند و مستحق ہوں۔ [1]

احادیث سے صدقہ جاریہ کی بھی عظیم الشان فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

لہٰذا صدقہ جاریہ کا انتظام بھی افضل صدقات میں داخل ہے۔

چنانچہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ أُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ اَلْمَاءُ، قَالَ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هٰذِهٖ لِأُمِّ سَعْدٍ (سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۱۶۸۳، کتاب الزکاة، باب فی فضل سقی الماء واللفظ لهٗ سنن نسائی حدیث نمبر ۳۶۰۴ وحدیث نمبر ۳۶۰۶، مسند احمد حدیث نمبر ۲۲۴۵۹)

---

[1] الزكاة تصرف إلى فقراء البلدة التي فيها المال (المحيط البرهاني، الفصل الثالث في بيان مال الزكاة)

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ امِ سعد (یعنی میری) والدہ فوت ہوگئی ہیں، تو (ان کی طرف سے) کون سا صدقہ افضل ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانی کا صدقہ۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک کنواں کھدوا دیا اور فرمایا کہ یہ امِ سعد کے لئے ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ تھا کہ اس کا ثواب میری والدہ کے لئے ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت مندوں کے لئے پانی فراہم کرنے کا انتظام کر دینا بھی افضل صدقہ میں داخل ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَـلَاثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْعِـلْـمٍ يُـنْـتَـفَعُ بِهٖ اَوْوَلَدٍصَالِحٍ يَدْعُوْلَهٗ(مسلم، حديث نمبر ۴۳۱۰، كتاب الوصية، باب مايلحق الانسان من الثواب بعد وفاته، حديث نمبر ۳۰۸۴) [1]

ترجمہ: (مسلمان) انسان (خواہ مرد ہو یا عورت) جب فوت ہو جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے، لیکن (اُصولی طور پر) تین (اعمال ایسے ہیں کہ اُن) کا سلسلہ منقطع نہیں ہوتا (اُن میں سے) ایک صدقۂ جاریہ ہے۔

دوسرے ایسا علم ہے جس سے فائدہ اُٹھایا جاتا ہے۔ تیسرے نیک صالح اولاد ہے جو اس (فوت ہونے والے) کے لئے دعا کرتی ہے (ترجمہ مکمل)

مذکورہ حدیث میں جو تین چیزیں بیان فرمائی گئیں وہ ایسی بنیادی اور اصولی چیزیں ہیں کہ ان کے اندر کئی دوسری چیزیں بھی داخل ہیں جن کا بعض دوسری احادیث میں ذکر آیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ عِلْماً عَلَّمَه وَنَشَرَهٗ

---

[1] ورواه ابوداوٗد، حديث نمبر ۲۴۹۴؛ ترمذى، حديث نمبر ۱۲۹۷؛ نسائى، حديث نمبر ۳۵۹۱؛ مسند احمد، حديث نمبر ۸۴۸۹؛ شعب الايمان للبيهقى؛ سنن الدارمى؛ مسند ابويعلىٰ الموصلى؛ صحيح ابنِ حبان ؛صحيح ابنِ خزيمة؛ مستخرج ابوعوانة؛ الادب المفرد للبخارى.

وَوَلَداً صَالِحاً تَرَكَهُ وَمُصْحَفاً وَرَّثَهُ أَوْ مَسْجِداً بَنَاهُ اَوْبَيْتاً لِابْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ اَوْنَهْراً اَجْرَاهُ اَوْصَدَقَةً اَخْرَجَها مِنْ مَالِهٖ فِيْ صِحَّتِهٖ وَحَيَاتِهٖ يَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ (ابنِ ماجة، حديث نمبر ٢٣٨؛ كتاب المقدمة،باب ثواب معلم الناس الخير، شعب الايمان للبيهقي، باب مما يلحق المؤمن من عمله، حديث نمبر ٣١٧٤؛ ابنِ خزيمه، باب جماع أبواب الصدقات، حديث نمبر ٢٢٩٣) [1]

ترجمہ: مومن کو اس کے جن نیک اعمال کا ثواب اور نفع مرنے کے بعد بھی پہنچتا ہے وہ یہ ہیں، وہ دین کا علم جو اس نے کسی کو سکھایا اور پھیلایا، اور وہ نیک اولاد جس کو وہ اپنے پیچھے چھوڑ گیا، اور قرآن مجید کا نسخہ جو اس نے اپنی میراث میں چھوڑا یا مسجد یا مسافر خانہ یا نہر (تالاب، کنواں جو خلقِ خدا کی نفع رسانی کے لئے اپنی زندگی میں) وہ بنوا گیا یا کوئی اور صدقہ جس کو اُس نے اپنے مال میں سے اپنی صحت اور حیات کی حالت میں نکالا تھا (اور خلقِ خدا کو بعد میں بھی اُس سے نفع پہنچتا رہا) تو اس کا ثواب مرنے کے بعد بھی اُس کو پہنچتا رہے گا (ترجمہ ختم)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سَبْعٌ يَجْرِيْ لِلْعَبْدِ اَجْرُهُنَّ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ وَهُوَ فِيْ قَبْرِهٖ مَنْ عَلَّمَ عِلْماً اَوْكَرىٰ نَهْراًاَوْحَفَرَبِئْراًاَوْغَرَسَ نَخْلًا اَوْبَنىٰ مَسْجِداً اَوْ وَرَّثَ مُصْحَفاً ، اَوْتَرَكَ وَلَدًا يَسْتَغْفِرُلَهٗ بَعْدَ مَوْتِهٖ (مسند البزار حديث نمبر ٧٢٨٩، واللفظ لهٗ،حلية الاولياء لابى نعيم تحت ترجمة قتادة بن دعامة، المصاحف لابن ابى

---

[1] قال المنذرى:

رواه ابن ماجه بإسناد حسن والبيهقى ورواه ابن خزيمة فى صحيحه مثله إلا أنه قال أو نهرا كراه وقال يعنى حفره ولم يذكر المصحف (الترغيب والترهيب ، تحت حديث رقم ١٢٣ ، كتاب العلم)

وقال فى موضع آخر:

رواه ابن ماجه واللفظ لهٗ وابن خزيمة فى صحيحه والبيهقى وإسناد ابن ماجه حسن والله أعلم (الترغيب والترهيب،تحت حديث رقم ٤٢٣، كتاب الصلاة)

داؤدحدیث نمبر ۲۹۵، شعب الایمان للبھقی حدیث نمبر ۳۱۷۵) [1]

ترجمہ: سات کام ایسے ہیں کہ مومن بندے کو ان کا اجروثواب اس کے فوت ہونے کے بعد جب کہ وہ قبر میں ہوتا ہے، برابر ملتا رہتا ہے۔ان میں سے ایک وہ دین کا علم ہے جو کسی کو سِکھایا۔ دوسرا وہ نہر ہے جو اس نے کھدوائی (جس سے لوگ اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں) تیسرا وہ کنواں ہے جو کھدوایا۔ چوتھا وہ درخت ہے جو اس نے (لوگوں کے فائدے کے لیے) بویا (تاکہ لوگ اس کے پھل،لکڑی یا سائے وغیرہ سے مستفید ہوں) پانچواں وہ مسجد ہے جو اس نے تعمیر کرائی ۔ چھٹا قرآن مجید کا وہ نسخہ جو دوسرے کے لئے وراثت میں چھوڑا۔ ساتواں وہ اولاد ہے جو کسی نے چھوڑی اور وہ اس کے فوت ہونے کے بعد اس کے لئے استغفار کرتی رہی (ترجمہ ختم)

ان سب چیزوں میں یہ ضروری نہیں کہ ساری تنہا خود ہی کی ہوں، بلکہ اگر کسی چیز میں تھوڑی بہت شرکت بھی کرنے کی توفیق ہوگئی تو بھی اپنے حصے کے بقدر اس کے ثواب میں سے حصہ ملتا رہے گا۔

صدقۂ جاریہ سے ایسا صدقہ مراد ہے جس کا نفع باقی رہنے والا ہو،اوراس مفہوم میں بہت ساری چیزیں داخل ہیں،کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے وقف کردی، وہ صدقۂ جاریہ ہے۔

مثلاً کوئی اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضاء کی خاطر نام ونمود کے بغیر مسجد بنوا گیا جس میں لوگ نماز پڑھتے ہیں تو جب تک اس میں نماز ہوتی رہے گی، بنوانے والے کو اس کا ثواب خودبخود ملتا رہے گا۔

اسی طرح کوئی دینی مدرسہ اوردینی ادارہ ہے کہ جب تک لوگ اس سے دین کا فائدہ اٹھاتے رہیں

---

[1] قال المنذری:

رواہ البزار وأبو نعیم فی الحلیة وقال هذا حدیث غریب من حدیث قتادة تفرد به أبو نعیم عن العزرمی ورواه البیهقی ثم قال محمد بن عبد الله العزرمی ضعیف غیر أنه قد تقدمه ما یشهد لبعضه وهما یعنی هذا الحدیث والحدیث الذی ذکره قبله لا یخالفان الحدیث الصحیح فقد قال فیه إلا من صدقة جاریة وهو یجمع ما وردا به من الزیادة والنقصان انتهى . قال الحافظ عبد العظیم وقد رواه ابن ماجه وابن خزیمة فی صحیحه بنحوه من حدیث أبی هریرة ویأتی إن شاء الله تعالى (الترغیب والترهیب ،تحت حدیث رقم ۱۱۳ ، کتاب العلم)

گے، اس وقت تک بنوانے والے کو برابر ثواب ملتا رہے گا، بشرطیکہ بنانے والے نے اخلاص کے ساتھ یہ عمل کیا ہو۔

اسی طرح مثلاً کوئی شخص مسافر خانہ یا شفا خانہ بنوا کر یا کوئی مکان لوگوں کے لئے وقف کر کے دنیا سے رخصت ہو گیا جس سے غریب غرباء کو نفع پہنچتا رہا تو اس فوت ہونے والے شخص کو اس کا برابر ثواب ملتا رہے گا۔

یا کوئی کنواں لوگوں کی ضرورت والی جگہ پر بنوا کر فوت ہو گیا تو جب تک لوگ اس سے پانی پیتے رہیں گے، وضو کرتے رہیں گے، اور پانی سے دوسری ضروریات پوری کرتے رہیں گے اس مرنے والے کو بھی ثواب ملتا رہے گا۔

اور جس علم سے فائدہ اٹھایا جاتا رہے، اس کا بنیادی مصداق دینی علم ہے۔

اور فائدہ اٹھانے کا مفہوم بھی بہت وسیع ہے۔

مثلاً ایک شخص نے کسی کو دین سکھلایا، اُس کے بعد یہ سکھلانے والا مر گیا۔

پھر اس کے شاگرد نے بہت سے لوگوں کو دین سکھلایا اور اسی طرح اس کے بعد بھی یہ سلسلہ چلتا رہا تو سینکڑوں ہزاروں سال گزر جانے کے بعد بھی یہ علمی فیض اگر جاری رہے گا تو پہلے معلم کو اُس کے ثواب کا حصہ ملتا رہے گا، اور درمیان والوں کو بھی آگے والوں کی وجہ سے ثواب ملتا رہے گا۔

اس تفصیل سے مستند دینی مدارس میں زکاۃ وصدقات دینے کی عظیم الشان فضیلت معلوم ہوگئی۔

اسی طرح نیک اولاد کا بھی ثواب جاری رہنے والا ہے، جو مرنے کے بعد اپنے والدین کے لئے دعاء واستغفار کرتی ہے، اول تو اولاد کو نیک صالح بنانا ہی مستقل صدقۂ جاریہ ہے کہ جب تک وہ کوئی نیک کام کرے گی والدین کو اس کا ثواب ملتا رہے گا۔

پھر اگر وہ اولاد والدین کے لئے دعا بھی کرتی رہے تو یہ والدین کے لئے ایک اور مستقل ذخیرہ ہے آج اپنی اولاد کو نیک صالح بنانے اور اس کو دین کا علم سِکھانے کی طرف سے مسلمانوں میں مجرمانہ غفلت پائی جاتی ہے۔

ان لوگوں کو مذکورہ حدیث بار بار ملاحظہ کرنے کی ضرورت ہے۔

صدقہ وخیرات مقبول ہونے کی شرائط

گزشتہ احادیث سے صدقہ کے عظیم الشان فضائل معلوم ہو چکے ہیں۔

اور جو مال اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور خوشنودی کے لئے صحیح مستحق غریبوں، مسکینوں کو دیا جاتا ہے یا خیر کے کسی کام میں خرچ کیا جاتا ہے وہ صدقہ وخیرات کہلاتا ہے۔

گزشتہ اور اس جیسی دوسری احادیث اور قرآن مجید کی ہدایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدقہ وخیرات مقبول ہونے کے لئے کچھ باتوں کا پایا جانا ضروری ہے، جن کا خلاصہ چھ شرائط ہیں، آگے ان کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔ [۱]

(۱)......نیت میں اخلاص کا ہونا

صدقہ وخیرات کے مقبول ہونے کی پہلی شرط یہ ہے کہ نیت میں اخلاص ہو۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ خیرات اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے ہو؛ نام ونمود کے لیے نہ ہو۔ [۲]

اور اخلاص کے لئے چھپ کر عمل کرنا زیادہ مناسب اور افضل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ کے حضور جو چیز پیش کی جاتی ہے بعینہٖ وہی نہیں پہنچتی بلکہ اس کا تقویٰ اور اخلاص پہنچتا ہے لٰہذا یہ عقیدہ نہ رکھا جائے کہ بعینہٖ وہی چیز اللہ کے حضور پہنچے گی۔ [۳]

اور اسی وجہ سے صدقہ وخیرات میں کوئی خاص چیز مثلاً بکرا بکری اور وہ بھی کالا یا خاص کھانا ہی ضروری نہیں بلکہ ہر ایسی چیز کا صدقہ کیا جاسکتا ہے جس سے غریب کی ضرورت پوری ہوجائے۔

---

[۱] یہ چھ شرائط قرآن مجید کی آیات سے ثابت ہیں (ملاحظہ ہو: معارف القرآن ج۱ ص۶۳۵)

[۲] قال اللہ تعالیٰ:
وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنفُسِكُمْ وَمَا تُنفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ (سورة بقرة آیت ۲۷۲)

[۳] لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ (سورة الحج آیت ۳۷)

ضرورت مند غریب کو نقد روپیہ پیسہ دے دے، بھوکے کو کھانا کھلا دے یا لباس کے ضرورت مند کو کپڑے دے دے یا اور کوئی ضرورت کی چیز دیدے سب جائز ہے کوئی خاص چیز ضروری نہیں۔

صدقہ نقدی کی صورت میں دینا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں اخلاص بھی زیادہ ہے کہ چھپا کر دینا آسان ہے اور غریبوں کے لئے زیادہ مفید بھی ہے۔

صدقہ کا ایک صحیح طریقہ یہ ہے کہ غریبوں کی ضرورت کے مطابق ان کا تعاون کیا جائے مثلاً مریض کو دوا، مسافر کو کرایہ ٹکٹ وغیرہ کا خرچ، بھوکے کو کھانا اور برہنہ کو لباس، جوتا، سردی میں بے سروسامان کو کمبل، رضائی اور گرم لباس وغیرہ غرض یہ کہ غریب کی ضرورت پوری کرنے کا خیال رکھا جائے۔

بعض لوگ اپنی نام آوری اور شہرت کی خاطر بازاروں اور مجمعوں میں سب لوگوں کے سامنے صدقہ خیرات لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں، یا شہرت و نام آوری کی خاطر خاموشی کے ساتھ نقدی دینے کے بجائے بعض اشیاء تقسیم کرتے ہیں۔

اسی طرح بعض لوگ شہرت کی خاطر کھلے عام دیگیں پکا کر لوگوں میں کھانا تقسیم کرتے ہیں، اور خاموشی کے ساتھ غریبوں کی مدد کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ ظاہر ہے کہ اخلاص نہ ہونے اور اس کے بجائے شہرت اور ریاء کاری آ جانے سے ثواب تو کیا ہوتا، الٹا گناہ ہوتا ہے۔

(۲)......صدقہ کا سنت کے مطابق ہونا

صدقہ وخیرات مقبول ہونے کی دوسری شرط یہ ہے کہ صدقہ سنت کے مطابق ہو۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ مصرف کی اہمیت اور ضرورت کی شدت کا لحاظ کر کے مصرَف کا انتخاب کیا جائے؛ عام طور پر خرچ کرنے والے اس کا لحاظ نہیں کرتے۔

آج کل لوگ اپنی طرف سے صدقہ خیرات میں مخصوص قیدیں اور شرطیں لگا دیتے ہیں، مثلاً مخصوص دن یا تاریخ یا جگہ یا کوئی ھیئت وطریقۂ کار متعین کر لیتے ہیں، جو کہ شرعاً متعین نہیں ہوتے، اور ان کو ثواب سمجھتے ہیں، اور پھر بعض اوقات اس پر اعتقاداً یا عملاً اصرار والتزام کرتے ہیں، خواہ وہ عام صدقہ ہو یا ایصالِ ثواب والا صدقہ ہو۔ اس قسم کی قیدیں اور شرطیں لگانا سنت کے خلاف ہے، جو کہ

صدقہ کے عمل کو ثواب کی فہرست سے نکال کر گناہ کی فہرست میں داخل کر دیتا ہے۔
جیسا کہ آج کل فوتگی کے بعد تیجے، چالیسویں اور سالانہ وغیرہ کے عنوان سے رسمیں جاری ہیں۔

(۳)......صحیح مصرَف کا انتخاب کرنا

صدقہ وخیرات مقبول ہونے کی تیسری شرط یہ ہے کہ صحیح مصرَف میں خرچ کیا جائے۔
جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مصرَف شریعت کی رو سے جائز اور اچھا بھی ہو۔
صدقہ کے اصل مستحق غریب لوگ ہیں لہٰذا غریبوں کو دینے کا اہتمام کرنا چاہیئے۔
بعض لوگ صدقہ خیرات تو کرتے ہیں، مگر جہالت کی بناء پر اپنا مال غلط مَصرَف میں خرچ کر دیتے ہیں۔ اور بعض اوقات بطور رسم امیروں کو مال کھلا کر اس کو صدقہ تصور کرتے ہیں۔
یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر سائل کو دینا ضروری نہیں، بلکہ بعض سائل بغیر احتیاج اور اضطرار کے صرف پیشہ کے طور پر سوال کرتے پھرتے ہیں، ایسے سائلوں کو زکاۃ، صدقات کا دینا جائز نہیں۔
آج کل مانگنے والوں نے مانگنے؛ کھانے کو ایک پیشہ بنالیا ہے، اور جھوٹی سچی مختلف مجبوریاں سامنے رکھ کر لوگوں سے مانگتے پھرتے ہیں؛ اس طرح پیشے کے طور پر مانگنا اور اُن کا تعاون کرنا سب گناہ ہے۔
مگر آج کل بہت سے لوگ لاعلمی کی وجہ سے پیشہ ور سائلوں ہی کو صدقہ کا اصل مستحق سمجھتے ہیں اور جو لوگ سوال نہیں کرتے ان کو مستحق نہیں سمجھتے۔
حالانکہ آج کل عام طور پر پیشہ ور سائلین مستحق نہیں ہوتے بلکہ مالدار ہوتے ہیں، اور پیشہ ور سائلوں کو تو مانگنے پر روپیسے بھی دینا جائز نہیں خواہ وہ مستحق ہی کیوں نہ ہوں، پیشہ ور سائل سے مراد وہ شخص ہے جس نے اپنا پیشہ مانگنا، کھانا ہی بنا رکھا ہو۔
اور آج کل مانگنے، کھانے کا پیشہ معاشرے میں بہت قبولیت اختیار کر گیا ہے، اور اس کو پیسہ کمانے کا ایک آسان ذریعہ سمجھ لیا گیا ہے، اس پیشہ کی خاطر قصداً وعمداً بچوں کو معذور بنا دینے کو بہت بڑا ہنر اور فن سمجھا جانے لگا ہے۔
مانگنے کے ایسے نئے رنگ وڈھنگ چل گئے ہیں کہ جن کی طرف لوگوں کی توجہ بھی نہیں جاتی۔
بے شمار پیشہ ور بھکاری آج کے معاشرے میں درحقیقت لکھ پتی اور کروڑ پتی ہوتے ہیں لیکن وہ

اپنے آپ کو فقیر اور غریب ظاہر کرتے ہیں، اور عموماً ایسا ہوتا ہے کہ ان پیشہ ور سائلوں اور بھکاریوں کی مدد کرنے والا خود ان سے زیادہ مستحق اور ضرورت مند ہوتا ہے۔

ایسے پیشہ ور سائلوں کو صدقات کے نام سے دینا دراصل اپنے قیمتی مال کو ضائع کرنا اور ثواب کے بجائے ان پیسوں کے عوض گناہوں کو خریدنا ہے، کیونکہ مانگنے کو پیشہ بنانا کبیرہ گناہ اور حرام ہے اور یہ پیشہ تعاون کرنے والوں کی بیساکھیوں پر ہی سہارا لے کر چلتا ہے۔

افسوس ہے کہ لوگ خود تحقیق کرنے اور اپنے اردگرد کے ماحول میں سفید پوش مستحق غریبوں کو تلاش کرنے کے بجائے اپنے صدقات کو پیشہ ور بھکاریوں اور سائلوں کی بھینٹ چڑھا کر اس پیشہ کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور روزمرہ تھوڑا تھوڑا کر کے لاکھوں روپے اس غلط مصرف کی نظر کر کے اصل مستحقین کو محروم کرتے ہیں۔

اسی طرح بہت سے لوگ خود سے صحیح مستحق اور صحیح مصرَف کو تلاش کرنے کے بجائے کسی غیر ذمہ دار فرد یا تنظیم یا ادارہ کو صدقہ وخیرات حوالہ کر کے مطمئن ہو جاتے ہیں۔

جن میں بعض ادارے تو صرف اپنے ذاتی مفادات کی خاطر کام کرتے ہیں۔

بالخصوص جبکہ کوئی زلزلہ یا سیلاب وغیرہ کا حادثہ پیش آ جائے؛ تو متأثرین کی مدد کے لئے بہت سے غیر ذمہ دار بلکہ دوکاندار لوگ صدقات وصول کر کے قوم کی بڑی دولت کو اس کے صحیح مصارف سے محروم کر دیتے ہیں۔ اس لئے غیر ذمہ دار فرد یا ادارہ کو صدقہ کا مال حوالہ نہیں کرنا چاہئے۔

اگر کسی وقت ضرورت ومصلحت ہو تب بھی ذمہ دار اور امانت دار اور شریعت کے احکام سے واقف فرد اور ادارہ ہی کو سپرد کرنا چاہئے۔

اہلِ حق کی زیرِ سرپرستی دینی مدارس موجودہ دور میں زکاۃ وصدقات کے عمدہ اور اعلیٰ مصارف میں سے ہیں، کہ ان میں زکاۃ وصدقات سے تعاون کرنے والا دین کے احیاء اور بقاء کا ذریعہ اور صدقۂ جاریہ میں شرکت کرنے والا ہے۔

بعض لوگ فوتگی کے بعد امیروں وغریبوں کو دعوتیں کھلا کر اس کو صدقہ کا نام دیتے ہیں، یہ بھی غلط طریقہ ہے۔

بعض لوگ صدقہ وخیرات کا مستحق ہونے کے لئے معذور ہونے کو بنیاد بناتے ہیں اور اس کے لئے معذور افراد کی تلاش کرتے ہیں۔ جبکہ صدقہ وخیرات کا مستحق ہونے کے لئے شرعاً معذور ہونا ضروری نہیں بلکہ غریب ومسکین ہونا ضروری اور کافی ہے، اب اگر کوئی شخص غریب ہے مگر معذور نہیں تو وہ صدقہ وخیرات کا حق دار ہے۔

اور اگر کوئی انسان معذور تو ہے مگر غریب نہیں تو اس کو صدقہ وخیرات کا مستحق سمجھنا غلط ہے، دنیا میں بہت سے انسان ایسے ہیں کہ جو معذور تو ہیں مگر غریب نہیں ہیں، اس لئے وہ صدقہ وخیرات کے حقدار نہیں ہیں، اور بہت سے انسان ایسے ہیں جو معذور تو نہیں ہیں مگر غریب ہیں اس لئے وہ صدقہ وخیرات کے مستحق اور حق دار ہیں، اور کیونکہ معذور لوگوں کو صدقہ وخیرات کا مستحق سمجھ کر آج کل لوگ خود ہی صدقہ وخیرات وغیرہ دیتے رہتے ہیں اور اس کے برخلاف جو سفید پوش اور غیر معذور غریب ہوتے ہیں ان کو صدقہ وخیرات نہیں دیتے۔ اس لئے ہمارے معاشرے میں آج کل معذور لوگ کم صدقہ وخیرات کے مستحق اور سفید پوش غریب زیادہ مستحق ہوتے ہیں۔

پس جب صدقہ وخیرات دینا ہو تو معذوری اور بیماری وغیرہ کو اصل بنیاد بنانے کے بجائے اصل مستحق ہونے کی جستجو کرنی چاہئے اور پھر مستحق معلوم ہونے کی صورت میں صدقہ وخیرات ادا کرنا چاہئے۔

اسی طرح جس عورت کو صدقہ وخیرات دیا جائے اس کا غریب ہونا کافی ہے، بیوہ ہونا ضروری نہیں اور یہ بات ممکن ہے کہ ایک عورت بیوہ ہو اور وہ صدقہ کی مستحق نہ ہو، اور اس کے برخلاف یہ بھی ممکن ہے کہ ایک عورت شادی شدہ ہو اور اس کا شوہر زندہ ہو اور کمائی بھی کرتا ہو لیکن وہ عورت غریب اور صدقہ وخیرات کی مستحق ہو۔ لہٰذا صدقہ وخیرات کا مستحق ہونے کے لئے عورت کا بیوہ ہونا بھی ضروری نہیں بلکہ یہاں بھی غریب ہونا ہی اصل بنیاد ہے۔

اسی طرح آج کل بہت سے لوگ شادی بیاہ کی مروجہ رسموں میں بھی صدقہ وخیرات کے خرچ کرنے کو ثواب سمجھتے ہیں، اور اس کا خوب اہتمام کرتے ہیں۔ حالانکہ شادی بیاہ کی بہت سی رسمیں ویسے ہی خلافِ شریعت اور گناہ ہیں، اور ان میں تعاون کرنا بھی گناہ ہے۔

یہی حال جہیز کی مروجہ رسم کا بھی ہے کہ ہمارے معاشرے میں جہیز کی رسم ایک وبائی صورت اختیار

کرگئی ہے جو لوگ جہیز کی رسم پوری کرنے کی قدرت واستطاعت رکھتے ہیں وہ تو اس کو کوئی عیب ہی نہیں سمجھتے، اور جو خود قدرت نہیں رکھتے وہ دوسرے لوگوں کے سامنے سوالی اور بھکاری بن کر صدقات وغیرہ جمع کرکے اور بلکہ اس غرض کے لئے چوری ڈکیتی وغیرہ جیسے جرائم کا ارتکاب کرکے اس رسم کے پورا کرنے کا انتظام کرتے ہیں۔

اور خود دوسرے امیر لوگ بھی غریب لڑکیوں کو جہیز تیار کرانے میں مدد کرنے اور صدقات اس مصرف میں لگانے کو بہت بڑی عبادت خیال کرتے ہیں، ان ملے جُلے افراد کے مختلف نوعیّتوں سے اس رسم کے ارتکاب اور تعاون کے طرزِ عمل کا نتیجہ یہ ہے کہ اب دولہا اور اس کے اہلِ خانہ جہیز کو اپنا حق سمجھنے لگے ہیں اور کُھلے بندوں اس کی فرمائش کرتے اور خود ہی اپنی مطلوبہ چیزوں کا مطالبہ اور ڈیمانڈ کرتے ہیں، بلکہ ان کی تفصیلات کی فہرست بھی پیش کرتے ہیں۔

جبکہ شرعی اعتبار سے نکاح ہونے کے بعد بیوی کے بھی سارے نان ونفقہ کی ذمہ داری شوہر کے ذمہ عائد ہوجاتی ہے، یہاں تک کہ عورت کے لباس، اس کی رہائش، اس کی غذا وغیرہ سب ضروریات کا انتظام شوہر کے ذمہ ہوتا ہے، اگر نکاح کے بعد لڑکی کے والدین اپنا لباس اتروا کر شوہر کو اس بات کا پابند کریں کہ اب وہ اپنا لباس پہنائیں اور خود لباس کا انتظام کریں تو بھی یہ کہنا درست ہوگا۔ ان حالات میں جہیز بنانے میں تعاون کرنے کے بجائے اس رسم کو ختم کرنے کی کوشش کرنا زیادہ ضروری ہے مگر بے شمار لوگ اس رسم کو ختم کرنے کے بجائے اس رسم میں صدقہ وخیرات کرکے تعاون کرتے ہیں۔

افسوس کہ جس رسم کو ختم کرنے کی ضرورت تھی اس کو تو ختم کرنے میں تعاون نہ ہوسکا اور الٹا صدقہ وخیرات وغیرہ سے اس رسم کو فروغ دینا شروع کردیا اور امیر لوگوں کا اصل تعاون غریب لڑکیوں کے ساتھ یہ ہے کہ خود آگے بڑھ کر ان سے نکاح کریں اور جہیز کی رسم کو ختم کریں، نہ یہ کہ خود تو اسے ختم نہ کرسکیں اور جن کے پاس اس رسم کے انجام دینے کا انتظام نہ ہو ان کو بھی ختم نہ کرنے دیں اور اس رسم میں تعاون کریں۔

ملحوظ رہے کہ صدقہ کا صحیح مستحق کو دے دینا اور صدقہ کی دل میں نیت کرلینا کافی ہے، زبان سے یہ

بتانا ضروری نہیں کہ یہ صدقہ ہے، بلکہ ہدیہ وغیرہ کے نام سے بھی اگر مستحق کو صدقہ دیا جائے، تو بھی درست ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کسی امیر کو صدقہ دیا جائے، تو وہ صدقہ نہیں، بلکہ ہبہ ہے، اور اگر غریب مستحق کو ہدیہ دیا جائے، تو وہ صدقہ ہے۔[1]

(۴)......صدقہ کر کے احسان نہ جتلانا

صدقہ وخیرات مقبول ہونے کی چوتھی شرط یہ ہے کہ صدقہ کر کے دوسرے پر احسان نہ جتلایا جائے۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں پر صدقہ خیرات کیا جائے، صدقہ خیرات کرنے کے نتیجہ میں ان کو اپنا ماتحت اور تابعدار نہ سمجھا جائے، اور ان سے احسان کے اظہار کی توقع نہ رکھی جائے، اور نہ ہی ان کے سامنے اپنے صدقہ خیرات کے احسان کو جتلایا جائے۔

آج کل بہت سے لوگ صدقہ خیرات کر کے دوسروں کو اپنا ماتحت اور تابعدار سمجھنے لگتے ہیں، اور ان سے اپنی تعریف کی توقع رکھتے ہیں، بلکہ ایسے ہی لوگوں کو صدقہ خیرات کے لئے منتخب کرتے ہیں، جو ان کے احسان مند ہوں۔

جبکہ بعض لوگ اپنے ملازموں اور ماتحتوں کو اس غرض سے صدقہ خیرات کرتے ہیں، تاکہ وہ ان کے فرمانبردار و تابعدار رہیں، اور ان کا کام ٹھیک ٹھیک کرتے رہیں۔ اس قسم کا طرزِ عمل صدقہ وخیرات کے مقبول ہونے کے لئے مانع ورکاوٹ بن جاتا ہے۔

اسلامی ہدایات کی روشنی میں تو صدقہ خیرات کرنے والے کو ان لوگوں کو اپنا محسن سمجھنا چاہئے، جنہوں نے اس کے صدقہ خیرات کو قبول کیا، اور ان کے ذریعہ سے صدقہ خیرات کرنے والا عظیم فضائل کا مستحق بنا۔

(۵)......صدقہ کر کے تذلیل وتحقیر نہ کرنا

صدقہ وخیرات مقبول ہونے کی پانچویں شرط یہ ہے کہ صدقہ کے ذریعہ سے دوسرے کی تذلیل وتحقیر

---

[1] وَلَا يُشْتَرَطُ عِلْمُ الْفَقِيرِ بِأَنَّهَا زَكَاةٌ عَلَى الْأَصَح............ سَمَّاهَا هِبَةً أَوْ قَرْضًا وَنَوَى الزَّكَاةَ فَإِنَّهَا تُجْزِيهِ لِأَنَّ الْعِبْرَةَ لِنِيَّةِ الدَّافِعِ لَا لِعِلْمِ الْمَدْفُوعِ إلَيْهِ (مجمع الانهر، کتاب الزکاۃ، شروط صحۃ اداء الزکاۃ)

نہ کی جائے۔ [1]

جس کا مطلب یہ ہے کہ نہ تو صدقہ خیرات دیتے وقت ایسا طرزِ عمل اختیار کیا جائے، جس سے صدقہ خیرات لینے والوں کی دوسروں کے سامنے یا صدقہ خیرات کرنے والے کے سامنے ذلت ورسوائی ہو، اور نہ ہی صدقہ خیرات کے بعد دوسروں کے سامنے چرچا وتذکرہ کر کے دوسروں کی آبرو کو نقصان پہنچایا جائے، اور نہ ہی کوئی ایسا طرزِ عمل اختیار کیا جائے، جس کی وجہ سے دوسرے کو جانی ومالی کسی قسم کی تکلیف کا سامنا ہو۔

آج کل بہت سے لوگ اس اصول کی خلاف ورزی کرتے ہیں، اور صدقہ خیرات کر کے دوسروں سے اس کے عوض میں خدمت کی توقع رکھتے ہیں، اور خلاف ورزی پر ان سے خفگی اور ناراضگی بھی اختیار کرتے ہیں۔

(۶)......صدقہ حلال مال سے کرنا

صدقہ وخیرات مقبول ہونے کی چھٹی شرط یہ ہے کہ صدقہ وخیرات میں دیا جانے والا مال حلال ہو۔

آج کل لوگ صدقہ دیتے وقت عام طور پر اس چیز کا لحاظ نہیں کرتے کہ حلال مال سے صدقہ کریں، بلکہ نعوذ باللہ تعالیٰ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صدقہ خیرات کرنے سے حرام مال کی بُرائی ختم ہوجاتی ہے، اور وہ اس سہارے پر حرام مال بٹورنے میں جری ہوجاتے ہیں۔

حالانکہ یہ سوچ غلط ہے، اور اس بنیاد پر حرام مال کمانے کی جرأت کرنا اور زیادہ بُرا ہے۔

بعض لوگ فوتگی کے بعد مرحوم کا مال اس کے وارثوں کی دلی رضامندی کے بغیر صدقہ وخیرات کے عنوان سے خرچ کرتے ہیں، یہ بھی جائز نہیں۔

---

[1] قال اللہ تعالیٰ:

الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (سورة بقرة آيت ۲۶۲)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُم بِالْمَنِّ وَالْأَذَى كَالَّذِي يُنفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا لَا يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ (سورة بقرة آيت ۲۶۴)

بکرے کے صدقہ کا شرعی حکم

گزشتہ تفصیل سے یہ بات معلوم ہوچکی کہ شرعاً صدقہ کے لئے بکرے اور کسی دوسرے جانور یا کسی دوسری چیز کی تخصیص نہیں ہے، بلکہ صدقہ اس چیز کا کرنا چاہئے جس سے غریبوں اور محتاجوں و ضرورتمندوں کی زیادہ بہتر طریقہ پر مدد ہو، کیونکہ صدقہ دراصل غریبوں کی ضروریات پوری کرنے اوران کا بہتر طریقہ پرتعاون کرنے کا نام ہے، اور غریبوں کی ضروریات مختلف قسم کی ہوتی ہیں۔

اسی لئے شریعت نے صدقہ کے لئے بکرے یا کسی دوسری چیز کو مخصوص نہیں کیا۔

بکرے کے مرّوجہ صدقہ میں پیدا شدہ خرابیاں

لیکن آج کل بہت سے لوگ بیماری، پریشانی یا کسی حادثے کے وقت بکرے کے صدقے اور اس کے ذبح کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں۔ حالانکہ قربانی اور عقیقہ اور حج میں دم کے علاوہ کسی دوسری جگہ جانور ذبح کرنے یا کسی خاص چیز کا صدقہ دینے کو شریعت نے متعین نہیں کیا۔

آج کل عوام میں بکرے کے صدقہ کرنے کی جو رسم چلی ہوئی ہے اس میں کئی خرابیاں پیدا ہوچکی ہیں مثلاً:

(۱)......صدقہ کے وسیع مفہوم کو نظر انداز کرکے بکرے ہی کو لازم وضروری سمجھا جانے لگا ہے اور بکرے کو دوسری چیزوں پر ترجیح دی جانے لگی ہے خواہ غریبوں اور دینی اداروں کی دوسری ضروریات ہی کیوں نہ ہوں اور بکرے یا گوشت کی غریبوں اور دینی اداروں کو ضرورت نہ بھی ہو، جبکہ شریعت نے صدقہ کو کہیں بھی بکرے کے ساتھ خاص نہیں کیا اور نہ ہی بکرے کو ہمیشہ اور ہر حال میں دوسری چیزوں پر فضیلت دی ہے، بکرے کو مخصوص کر لینے کی وجہ سے غریبوں کی ضروریات کا لحاظ نہیں ہوتا کیونکہ غریبوں کی مختلف ضروریات ہوتی ہیں مثلاً لباس، کپڑے کی ضرورت، مسافر کو کرایہ کی ضرورت، بیمار کو علاج اور دوا کی ضرورت اور غریب کو آج کے بجائے کل پیش آنے والی ضروریات وغیرہ وغیرہ، اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ بکرے سے اور وہ بھی ذبح ہونے کے بعد غریب لوگ اور دینی ادارے اپنی ہر قسم کی موجودہ یا آئندہ کی ضروریات پوری نہیں کرسکتے

اور بالفرض غریبوں کو کھانے کی ہی ضرورت ہو تب بھی صرف بکرے یا گوشت سے اپنے پیٹ کو نہیں بھر سکتے بلکہ روٹی وغیرہ کی پھر بھی ضرورت رہتی ہے، پھر بہت سے غریب لوگ گوشت کے بجائے کھانے کی دوسری چیزوں کو پسند کرتے ہیں یا غریب بیمار کا بسا اوقات گوشت سے پرہیز ہوتا ہے، نیز بکرے کو کھانے کے لائق بنانے کے لئے کئی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے (کھال اتارنا، بوٹیاں بنانا، صاف کرنا، پھر اس کو پکا کر تیار کرنا وغیرہ وغیرہ) اس کے برعکس اگر اتنی ہی رقم دے دی جائے تو اس سے آج کے دور میں اپنی موجودہ یا آئندہ مختلف قسم کی ضروریات پوری کی جاسکتی ہیں اور ایک سے زیادہ ضروریات ہوں تو وہ بھی پوری ہوسکتی ہیں۔

(۲)......اس میں عام طور پر دکھلاوا پیدا ہوجاتا ہے اس کے برعکس نقد رقم ایسی چیز ہے کہ اس سے غریب اپنی ہر قسم کی ضرورت پوری کرسکتا ہے اور چپ چاپ اخلاص کے ساتھ اس کا صدقہ ہوسکتا ہے اور غریب آئندہ کی ضرورت کے لئے بھی رکھ سکتا ہے، اور آسانی سے دوسری جگہ بھی ساتھ میں لے کر جاسکتا ہے جبکہ بکرے میں یہ باتیں بآسانی پائی جانا مشکل ہیں۔

(۳)......دنیا میں پریشانی، مصیبت یا بیماری وحادثات کا سامنا تو ایسے غریبوں کو بھی ہوتا ہے جو بکرے کی استطاعت نہیں رکھتے، ایسی صورت میں یا تو وہ صدقہ کرنے سے محروم رہتے ہیں یا پھر قرض وغیرہ لے کر بکرے کے صدقہ پر مجبور ہوتے ہیں حالانکہ صدقہ اپنی استطاعت وقدرت کے مطابق ہر ایک کرسکتا ہے اور یہ مستحب عمل ہے جس کی خاطر قرض لینے کی اجازت نہیں اور یہ خرابی بکرے کی تخصیص سے پیدا ہوئی۔

(۴)......نقدی کے بجائے بکرے کے صدقہ میں غریبوں کے علاوہ خود صدقہ کرنے والے کی محنت اور وقت کا بھی بے جا ضیاع ہے، کیونکہ نقدی وغیرہ تو اپنے پاس موجود ہوتی ہے جس سے بکرا خرید کیا جاتا ہے، اگر وہی رقم دے دی جائے تو بکرے کی خریداری اور اس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کی پریشانیوں اور بکھیڑوں سے بھی نجات مل جاتی ہے۔

(۵)......اس صدقہ میں خاص بکرے کے ذبح کرنے کو آفتوں، بلاؤں اور بیماریوں کے دور کرنے میں مؤثر سمجھا جاتا ہے، حالانکہ صدقہ میں بکرے یا کسی جانور کا ذبح کرنا یا خون بہانا ذرہ

برابر بھی بلاؤں کے دور کرنے میں مؤثر نہیں، اور یہ لوگوں کا خودساختہ عقیدہ ہے، صدقہ میں اصل چیز ضرورت مندوں کی اعانت اور تعاون ہے۔

(۶)......بعض لوگ جانور کے ذبح کرنے کو خون بہایا جان کا بدلہ جان سمجھتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ الاَ بلاَ بکرے کی جان پرٹل جاتی ہے ''الاَ بلاَ برسرِ بکرا'' یہ بھی غیر شرعی حرکت ہے، اور صدقہ کی روح سے ناواقفیت پر مبنی ہے، کیونکہ یہ جانور یا اس کا ذبح کرنا اور خون بہانا ہرگز بھی جان کا بدلہ نہیں بنتا۔

(۷)......بعض لوگ بذاتِ خود بکرے کے ذبح کرنے کو ہی اصل صدقہ سمجھنے لگے ہیں اسی وجہ سے غریبوں کو زندہ دینا گوارا نہیں اور اگر معلوم ہو جائے کہ غریب اس کو زندہ رکھ کر کسی دوسری طرح اس سے فائدہ اٹھائے گا، یا کسی کو فروخت کردے گا یا صدقہ وھبہ وغیرہ کردے گا اور ذبح نہیں کرے گا تو اس کو صدقہ دینا ہرگز گوارا نہیں کرتے، یہ تنگ نظری بھی صدقہ کے فلسفہ کے خلاف ہے۔

(۸)......صدقہ کے لئے بکرے کے ذبح کو ضروری سمجھنے میں علاوہ ایک جانور کی جان کے بے جا ضیاع کے مال کا اتلاف اور ضیاع بھی پایا جاتا ہے، اور وہ اس طرح کہ زندہ بکرے کی خرید میں جتنی رقم خرچ ہوتی ہے، غریبوں تک اس پوری رقم کا فائدہ نہیں پہنچتا، چنانچہ ذبح ہونے کے بعد اس کی قیمت گھٹ جاتی ہے یعنی اگر اتنی مقدار میں بازار سے گوشت خریدا جائے تو زندہ جانور سے غیر معمولی کم قیمت میں حاصل ہو جائے، لہٰذا جتنی مالیت جانور ذبح ہونے میں تلف ہوگئی اس کا فائدہ غریبوں تک بھی نہیں پہنچا اور صدقہ کا ثواب نہ ملا، اور اگر کھال وغیرہ گوشت بنانے کی اجرت میں چلی گئی اسی طرح سری، پائے، کلیجی وغیرہ بھی استعمال میں نہ آئے (جیسا کہ عام طور پر اُن اداروں میں ضائع چلے جاتے ہیں جہاں کثرت سے صدقہ کے بکرے آتے ہیں) تو اتنی مقدار بھی صدقہ کے مفہوم سے خارج ہوگئی، اور رہی سہی مقدار جو غریبوں کے ہاتھ لگی وہ ہی اصل صدقہ ہے، مگر غلط عقیدہ کی وجہ سے اتنی مقدار کے صدقہ سے بھی محرومی کا قوی اندیشہ ہے۔

(۹)......بعض اداروں میں جہاں بکروں کی آمد بکثرت ہوتی ہے، گوشت کے زیادہ ہونے کی وجہ سے اسی گوشت کو اور اگر زندہ بکرے ہوں تو انہیں بہت سستے داموں فروخت کردیا جاتا ہے،

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور اصل گوشت کی بازاری قیمت بھی مستحقین کے ہاتھ نہیں لگتی، اور گوشت کی فراوانی اور شکم سیری کے باعث ایسے اداروں میں دوسرے طریقوں سے بھی گوشت کی ناقدری ہوتی ہے۔

(۱۰)...... بکرے کا گوشت بڑے گوشت اور عام سبزی ودال کے مقابلہ بہت گراں قیمت میں حاصل ہوتا ہے، اورزندہ جانور کی مالیت عموماً ذبح شدہ بازاری گوشت سے بھی زیادہ ہوتی ہے، اور غریبوں کی ضرورت بڑے گوشت، یا دال اور سبزی سے بھی پوری ہوسکتی ہے، اگر اتنی مالیت کی نقدی غریبوں کو صدقہ دی جائے تو وہ اس کے ذریعہ سے اپنے صرف کھانے کی ضرورت کئی کئی وقتوں بلکہ کئی کئی دنوں تک پوری کرسکتے ہیں، جبکہ بکرے کی مروجہ رسم میں خرچ کردہ مالیت ایک وقت میں ہی ہضم ہوجاتی ہے، اس لئے بھی مروجہ بکرے کے صدقہ کی رسم کے بجائے نقدی یا دوسرے ضرورت کے مال سے صدقہ کرنا زیادہ فائدے اور فضیلت کا باعث ہے۔

(۱۱)...... عام صدقہ وخیرات مستحب اور زیادہ سے زیادہ سنت عمل ہے، اور شریعت کا اصول ہے کہ اگر کسی سنت ومستحب عمل میں مفاسد پیدا ہوجائیں تو اس کا ترک کرنا ضروری ہوجاتا ہے، کیونکہ مفاسد کے ساتھ اس عمل کو انجام دینا ثواب کا باعث نہیں رہتا بلکہ الٹا گناہ کا باعث ہوجاتا ہے، اور جانور کے صدقہ کی مروجہ رسم میں ایک کے بجائے کئی مفاسد شامل ہوگئے ہیں، جن کی وجہ سے اب یہ ثواب کے بجائے گناہ کا باعث ہوگیا ہے، اس سے بہتر تھا کہ صدقہ کیا ہی نہ جاتا، کیونکہ اس صورت میں کوئی گناہ نہیں تھا، اور اگر کرنا ہی تھا تو ایسے طریقہ پر کیا جاتا جس سے صدقہ کا مقصد اور ثواب تو حاصل ہوتا، اور اس کا بہتر طریقہ نقدی کی شکل میں تھا۔

(۱۲)...... بعض لوگ بکرے میں کالے رنگ کو ضروری یا افضل سمجھتے ہیں، اور اس میں اتنا غلو کرتے ہیں کہ اگر ذرا سا رنگ بھی غیر سیاہ ہو تو اس کو صدقہ میں کم فضیلت یا افادیت کا باعث سمجھتے ہیں، اسی وجہ سے صدقہ کے لئے کالے رنگ والے بکروں کی قیمت دوسرے رنگ کے بکروں سے زیادہ ہوتی ہے، عوام کا عقیدہ اس سلسلہ میں یہ ہوگیا ہے کہ بلا اور مصیبت اُن کے تصور میں سیاہ اور کالے رنگ کی ہوتی ہے اور سیاہ رنگ کا بکرا اس بلاء کو دور کرنے اور اپنے ساتھ لے جانے میں زیادہ تاثیر رکھتا ہے کیونکہ دونوں طرف سے رنگ کی مناسبت وموافقت ہوجاتی ہے اور یہ تصور بدعت ہے اور اس

خرابی کی بنیاد جانور کا بیماری اپنی جان کے ساتھ لے جانے کا فاسد عقیدہ ہے۔

(۱۳)......بعض لوگ مریض یا مصیبت زدہ شخص کا بکرے یا ذبح کرنے والی چھری پر ہاتھ پھیرنے کا اہتمام کرتے ہیں یہ بھی دین پر زیادتی اور بدعت ہے۔

(۱۴)......بعض لوگ اس بکرے کو مریض کے قریب ذبح کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں یہ بھی غلط ہے۔

(۱۵)......بعض لوگ مریض کے سر کے اوپر سے بکرے کی سری گھماتے ہیں اور پھر اس کو غریبوں کو دیتے ہیں، یا کوڑے وغیرہ میں پھینک دیتے ہیں، اور اس کو نظرِ بد کے دور ہونے میں مؤثر سمجھتے ہیں، اس کی بھی کوئی اصل نہیں، بلکہ گناہ ہے۔

(۱۶)......بعض جگہ بارات کی روانگی کے وقت بکرا ذبح کر کے اس کے خون کے اوپر سے دولہا کو گزارا جاتا ہے، اسی طرح بارات کی واپسی پر بکرا ذبح کر کے اس کے اوپر سے دولہن کو گزارا جاتا ہے، تا کہ آفات و بلیات اس بکرے کی جان کے ساتھ چلی جائیں، یہ عقیدہ من گھڑت اور شریعت کے بالکل خلاف ہے۔

(۱۷)......بعض لوگ بکرا ذبح کرنے کے بعد اس کے یا اس کے خون کے اوپر سے مریض یا مصیبت زدہ کو گزارتے ہیں یہ بھی جہالت کی رسم ہے۔

(۱۸)......اسی طرح بعض جگہ مکان وغیرہ کی بنیاد یا درو دیوار کے ساتھ بکرے کو ذبح کر کے اس کا خون ڈالتے ہیں یہ بھی جہالت کی بات ہے، اور ان سب خرابیوں کی بنیاد وہی جانور کی جان اور خون کے ساتھ آفات و بلیات کے رخصت ہو جانے کا فاسد عقیدہ ہے۔

(۱۹)......بہت سے لوگ سستے داموں کی خاطر بکری کے چھوٹے چھوٹے دودھ پیتے بچوں کو اس رسم کی خاطر ذبح کر دیتے ہیں جن کا گوشت طبی طور پر نقصان دہ ہونے کے علاوہ ان بچوں پر ایک طرح کا ظلم بھی ہے، جس کا وبال سخت ہے، شریعتِ مطہرہ نے بکرے کے لئے قربانی میں جو ایک سال کی قید لگائی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلا ضرورت اس سے کم عمر کے بکروں کو ذبح کرنا پسندیدہ عمل نہیں، اور یہ پہلے ہی معلوم ہو چکا کہ صدقہ میں جانور کا ذبح کرنا ضروری نہیں اور جہاں ذبح ضروری ہے (مثلاً قربانی، عقیقہ وغیرہ) وہاں بکرے کی ایک سال

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

عمر ہونا ضروری ہے، اور جب عمر مکمل ہونے سے پہلے پورے سال ملک بھر میں لاکھوں کی تعداد میں صدقہ کے طور پر بکرے ذبح کئے جائیں گے تو اس کا اثر قربانی کے موقع پر قیمت کی گرانی اور کم یابی کی صورت میں ظاہر ہوگا اور متوسط طبقہ کو اپنا واجب قربانی کا فریضہ ادا کرنے میں مشکل پیش آئے گی، جو کہ بالکل ظاہر اور واضح ہے۔

اور یہ سب خرابیاں بکرے کے ذبح کو مقصود، ضروری یا آفات و بلیات سے حفاظت کا ذریعہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہیں۔ غرضیکہ بکرے کے صدقہ کی اس مروجہ رسم میں اس قسم کی تمام رسمیں غلط ہیں جن میں بجائے ثواب کے گناہ ہے۔ ان میں بعض چیزیں حرام اور بدعت ہیں اور بعض شرک کے قریب پہنچا دینے والی ہیں۔ جب بکرے کی رسم میں اتنی خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں تو بکرے کے بجائے نقدی کی صورت میں صدقہ کرنا چاہئے (جس میں نہ تو رقم سے بکرا خرید کر لانے، پھر اس کو مصرَف تک پہنچانے کی مشقت ہے، اور نہ ہی منڈی و بازار جانے کی ضرورت ہے، اور نہ ہی خریداری کرنے کے لئے وقت خرچ کرنے کی ضرورت ہے) یا رقم کے علاوہ کسی اور ضرورت کی چیز سے صدقہ کرنا چاہئے، اگر کوئی شخص خرابیوں سے بچ کر بھی بکرا صدقہ کرے تب بھی قولی یا عملی طور پر اس رسم کی تائید ہوتی ہے اور مروجہ رسم کو تقویت پہنچتی ہے، لہٰذا ان تمام پابندیوں کو چھوڑ کر صدقہ میں شریعت کی دی ہوئی آسانی سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

اس موقع پر اس چیز کی دوبارہ یاد دہانی ضروری ہے کہ صدقہ کرنا عظیم عبادت ہے، اس عبادت سے منع کرنا یا روکنا ہرگز بھی مقصد نہیں، بلکہ صدقہ کا ثواب ضائع ہونے اور صدقہ کے بجائے گناہ لازم آنے سے بچانا اور صدقہ کا صحیح طریقہ بتلانا مقصد ہے، جیسا کہ کوئی قبلہ کی طرف رُخ کرنے کے بجائے قبلہ کی طرف پشت کر کے نماز پڑھے اور اُس کو اس طرح نماز پڑھنے سے منع کیا جائے تو اس منع کرنے کا مقصد نماز سے منع کرنا نہیں ہوگا بلکہ نماز کو غلط پڑھنے اور نماز کو ضائع کرنے سے روکنا اور نماز کا صحیح طریقہ بتلانا ہوگا۔

کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ اہلِ علم اور اس مسئلہ سے واقف حضرات قوم کو اس جہالت اور اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لائیں، یا اب بھی مزید خرابیوں کے پیدا ہونے میں کوئی کسر باقی رہ گئی ہے۔

صدقہ کی مروّجہ رسم کے غلط اور بدعت ہونے پر چند مستند فتاویٰ

اب اہلِ علم حضرات کے اطمینان کے لئے صدقہ کی مروجہ رسم کے غیر شرعی ہونے پر مستند اکابرین کے فتاویٰ اور معتبر کتب کے چند حوالہ جات تحریر کئے جاتے ہیں:

(۱)......حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اگر اس وقت یہ خیال تھا کہ جان کے بدلے جان صرف کرنے کی نیت کرنے سے مریض کی جان بچ جائے گی تو خواہ کوئی سا جانور ذبح کیا جاوے اس کے جواز کی تحقیق دوسرے علماء سے کرنا چاہئے، مجھ کو (اس کے جواز میں) شبہ ہے (امداد الفتاویٰ ج۳ ص۶۰۴)

(۲)......حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ ذی الحجہ کی دسویں، گیارہویں، بارہویں تاریخ کے علاوہ اور دنوں میں اللہ کی رضا کے لئے اللہ کے نام پر نفلی درجہ میں بکرا ذبح کرنے سے ثواب ہوگا یا نہیں؟ حضرت رحمہ اللہ نے چند احادیث اور محدثین کی عبارات نقل کرنے کے بعد یہ جواب تحریر فرمایا:

ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ بجز دماءِ منقولہ (یعنی وہ دم جو کہ شریعت سے ثابت ہیں مثلاً قربانی، حج میں دم) کے کہ ان میں سے عقیقہ بھی ہے، دوسرے دماء سے تقرب غیر مشروع ہے، نیز ان میں تشبہ بھی ہے مشرکین کے ساتھ کہ وہ تقرب کے لئے ایسا کرتے ہیں، نیز ہمارے علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ اراقتِ دم قربتِ غیر معقولہ یعنی خلافِ قیاس ہے، پس خاص ہوگی وارد کے ساتھ اور صورت مسئولہ عنہا وارد نہیں لہٰذا بدعت ہے

(امداد الفتاویٰ ج۳ ص۵۵۹)

فائدہ:......معلوم ہوا کہ ذی الحجہ و حج کی قربانی اور عقیقہ کے علاوہ ذبح کرنا عبادت اور ثواب کا کام نہیں، بلکہ اس طرح جانور ذبح کرنے میں مشرکین کے ساتھ تشبہ ہے، چونکہ مشرکین اس طرح کا عمل اپنے مذہب میں عبادت سمجھ کر کرتے ہیں، لہٰذا یہ طریقہ بدعت و ناجائز ہے۔

(۳)......حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے اسی قسم کے ایک سوال کا مفصل و مدلل جواب تحریر فرمایا،

چنانچہ فرماتے ہیں:

اگر بلا نذر بطور شکر کے ذبح کرے، اس میں دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ خود ذبح مقصود نہیں بلکہ مقصود اعطاء یا اطعامِ مساکین ہے اور ذبح محض اس کا ذریعہ ہے سہولت کے لئے اور علامت اس تصدق کے مقصود ہونے اور ذبح کے مقصود نہ ہونے کی یہ ہے کہ اگر اتنا ہی اور ویسا ہی گوشت کسی دوکان سے مل جاوے تو انشراحِ خاطر سے اس پر اکتفاء کرے، ذبح کا اہتمام نہ کرے، تب تو یہ ذبح جائز ہے، اور دوسری صورت یہ ہے کہ خود ذبح ہی مقصود ہو اور ذبح ہی کو بخصوصہٖ طریقۂ شکر و قربت سمجھے، سو قواعد سے یہ درست معلوم نہیں ہوتا......اسی طرح خصوصیت کے ساتھ اکثر عوام بلکہ ممتاز لوگوں میں یہ رسم ہے کہ مریض کی طرف سے جانور ذبح کرتے ہیں یا وباء وغیرہ کے دفع کے لئے ایسا ہی کرتے ہیں، سو چونکہ قرائن قویہ سے ان مواقع پر بھی معلوم ہوتا ہے کہ خود ذبح ہی مقصود ہے اور اسی کو مؤثر فی دفع البلاء خصوصی مرض کی حالت میں اس ذبیحہ کو من حیث الذبح فدیہ سمجھتے ہیں، سو اس کا حکم بھی قواعد سے عدمِ جواز معلوم ہوتا ہے: ''لما مر من قوله ان الا راقة فی غیر محال وارادة الخ ولایقاس علی العقیقة لانه غیر معقول فلایتعدی''

بلکہ اعتقاد مؤثریت یا فدائیت کی حالت میں تو نذر بھی صحیح نہیں معلوم ہوتی:

''لانه اعتقاد من غیر دلیل فیکون العمل معه بدعة وبالبدعة لاینعقد النذر''

البتہ اگر یہاں بھی ذبح مقصود نہ ہو محض اعطاء اور اطعام مقصود ہو جس کی علامت اوپر مذکور ہو چکی (کہ اگر اتنا ہی اور ویسا ہی گوشت کسی دکان سے مل جاوے تو انشراح خاطر سے اس پر اکتفا کرے ذبح کا اہتمام نہ کرے) تب جائز ہے: ''لکنه بعید من حال عوام الناس فالاحوط منعهم مطلقا من مثل هٰذا'' (امداد الفتاویٰ ج۳ ص ۵۷۱ ملخصاً بلفظہٖ)

(۴)......امداد الفتاویٰ میں ایک سوال وجواب جو فارسی زبان میں ہے اس کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے:

''**سوال:**...... کیونکہ ہمارے علاقہ میں عوام وخواص لوگوں میں یہ رسم ہے کہ جب کسی

مریض کے سر پر کوئی بیماری یا مصیبت آن پڑے یا کوئی حادثہ ہو جائے تو صدقہ کی غرض سے بلاؤں کو دور کرنے کے لئے جانور ذبح کرتے ہیں یا یوں بھی کہتے ہیں کہ اے الٰہ العالمین اس مریض کو شفا عطا فرمایئے، ہم اس جانور کو خدا تعالیٰ کے نام پر ذبح کرتے ہیں، کیونکہ اس موقع پر خاص رحم و کرم کا نزول مقصود ہوتا ہے، جانور پر غضب مقصود نہیں ہوتا، کیا یہ رسم جائز ہے کہ ناجائز، خیر القرون کے زمانہ میں اس کا وجود تھا یا نہیں؟''

''**جواب:**......اگرچہ اس عادت کا خیر القرون میں ہونا نظر سے نہیں گزرا، مگر قواعدِ کلیہ شرعیہ کی طرف نظر کرنے سے اگرچہ فی نفسہٖ جواز کا حکم ہونا چاہئے، لیکن بعض عوارض کی وجہ سے اس عمل کے بدعت ہونے پر فتویٰ دینے کا میرا معمول ہے، اور وہ عارض یہ ہے کہ اکثر لوگ اس عمل میں محض صدقہ کرنے کو نافع نہیں سمجھتے، بلکہ جانور کے ذبح کرنے اور اس کے خون بہانے کو مریض کی جان کا بدلہ سمجھتے ہیں، اور یہ چیز غیر قیاسی ہے، جس کے لئے نص کی ضرورت ہے، اور کوئی نص اس بارے میں موجود نہیں اور اکثر لوگوں کے اس اعتقاد کی دلیل یہ ہے کہ وہ جانور کی قیمت کے بقدر اتنی رقم صدقہ کرنے پر راضی نہیں ہوتے، خاص جانور کے ذبح کو ہی ضروری سمجھتے ہیں (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۰۷)

معلوم ہوا کہ بکرے کے صدقہ میں عوام کا عقیدہ خلافِ شرع اور ناجائز ہے۔

(۵)......امداد الفتاویٰ ہی میں ایک سوال و جواب اس بارے میں اس طرح ہے:

''**سوال:**......زید سخت بیمار ہوا، اس وقت اس کے خویش و اقارب نے ایک بکرا لاکر زید کی جانب سے ذبح کر کے اس کا گوشت لِلّٰہ فقراء کو تصدق کر دیا اور یہ عام رواج ہو گیا ہے اور اس طریقہ کو دم نام رکھا ہے، آیا یہ طریقہ شرعاً کیسا ہے؟ اور اس کا ثبوت کہیں ہے یا نہیں؟''

''**جواب:**...... چونکہ مقصود فدا (جان کا بدلہ) ہوتا ہے اور ذبح کی یہ غرض صرف عقیقہ میں ثابت ہے اور جگہ نہیں اس لئے یہ طریقہ بدعت ہے (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۰۷)

فائدہ:......معلوم ہوا کہ جان کا بدلہ سمجھ کر جانور ذبح کر کے اس کا گوشت صدقہ کرنا بدعت ہے،

اور یہ ظاہر ہے کہ بدعت حرام ہے جس سے بچنا واجب ہے۔

(۶)......امداد الفتاویٰ میں ہی ہے:

''**سوال نمبر۱:**......صدقہ میں علاوہ قربانی اور عقیقہ کے جان کے عوض جان ذبح کرنا جائز ہے یا ناجائز؟''

''**الجواب:**......اس کی کوئی اصل نہیں''

''**سوال نمبر۲:**...... اگر جائز ہے تو کونسی روایت سے اور ناجائز ہے تو کونسی دلیل سے؟''

الجواب:...... دلیل یہی ہے کہ اراقۃِ دم قربتِ غیر مدرکہ بالقیاس ہے (یعنی خون بہانا ایسی عبادت ہے جس کی بنیاد قیاس پر نہیں) اس کے لئے نص کی ضرورت ہے اور نص اس بابِ خاص میں وارد نہیں'' (امداد الفتاویٰ ج۵ ص ۳۰۸)

(۷)......ایک موقع پر حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں:

''بعض لوگ بیمار کی طرف سے جو بکری وغیرہ ذبح کرتے ہیں، یہ ٹھیک نہیں معلوم ہوتا، کیونکہ اس میں محض صدقہ مقصود نہیں ہوتا، بلکہ خود ذبح کو شفاء میں اس خیال پر مؤثر سمجھا جاتا ہے کہ جان کا بدلہ جان ہو جائے گا، اور یہ شرع میں بجز (علاوہ) عقیقہ کے کہیں معہود نہیں، اور اگر عقیقہ پر قیاس کرنے لگیں تو اس پر اس کا قیاس ہو نہیں سکتا کیونکہ عقیقہ تو خود خلافِ قیاس مشروع ہے، دوسری چیز کا قیاس اس پر صحیح نہیں جیسا کہ اصول میں مذکور ہے'' (ملفوظات مقالاتِ حکمۃ حصہ اول ص ۱۶)

(۸)......''اراقۃِ دم قربتِ غیر معقولہ ہے اور غیر معقول محلِ قیاس نہیں'' (امداد الفتاویٰ ج۳ ص ۶۲۲)

(۹)......حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ احسن الفتاویٰ میں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

''آفات اور بیماری سے حفاظت کے لئے صدقہ و خیرات کی ترغیب آئی ہے، مگر عوام کا

اعتقاد اس بارے میں یہ ہوگیا ہے کہ کسی جانور کا ذبح کرنا ہی ضروری ہے، جان کو جان کا بدلہ سمجھتے ہیں، شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں، یہ عوام کی خود ساختہ بدعت ہے اگر کوئی یہ عقیدہ نہ رکھتا ہو تو بھی اس میں چونکہ اس عقیدے اور بدعت کی تائید ہے، لہٰذا ناجائز ہے، اور کسی قسم کا صدقہ وخیرات کردے، شریعت میں قربانی اور عقیقہ کے سوا اور کہیں بھی جانور کا ذبح کرنا ثابت نہیں، یہ غلط عقیدہ اچھے اچھے دیندار لوگوں میں بھی پایا جاتا ہے، اس لئے علماء پر لازم ہے کہ اس کی اصلاح پر خاص توجہ دیں، اور مدارسِ دینیہ میں اس قسم کے جو بکرے دیئے جاتے ہیں ان کو ہرگز قبول نہ کریں، علماء کی چشم پوشی اور ایسے بکروں کو قبول کر لینے سے اس گمراہی کی تائید ہوتی ہے (احسن الفتاویٰ ج۱ص۳۶۷)

حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کے مذکورہ فتوے سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

(۱)...... آفات وبلیات اور بیماری سے حفاظت کے لئے صدقہ وخیرات کی ترغیب آئی ہے، مگر عوام اس مفہوم کو چھوڑ کر ذبح کو ضروری سمجھتے ہیں، حالانکہ ذبح کا عمل صدقہ نہیں۔

(۲)......عوام اس جانور کو جان کا بدلہ سمجھتے ہیں، حالانکہ شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں، اس لئے یہ عوام کی خود ساختہ بدعت ہے۔

(۳)......اگر کسی کا یہ عقیدہ نہ بھی ہو، تب بھی جانور صدقہ کرنے سے اس غلط عقیدے اور بدعت کی تائید ہوتی ہے، لہٰذا عقیدہ صحیح ہونے کی صورت میں بھی جائز نہیں، جانور کے بجائے کسی اور مال سے صدقہ کر دیا جائے۔

(۴)......شریعت میں قربانی اور عقیقہ کے علاوہ کسی دوسرے موقع پر جانور کا ذبح کرنا ثابت نہیں، اور عوام کا اس طرح جانور کو ذبح کرنا قربانی اور عقیقہ کے علاوہ ہے، لہٰذا بدعت ہوا۔

(۵)......جانور کے ذبح کو مقصود اور جان کا بدلہ جان سمجھنے کے اس فاسد عقیدے میں اچھے اچھے دیندار لوگ بھی مبتلا ہو گئے ہیں، اور یہ خرابی عوام سے لے کر دیندار لوگوں تک پہنچ چکی ہے، اس لئے علماء پر لازم ہے کہ اس اہم خرابی اور بدعت کی اصلاح پر خاص توجہ فرمائیں۔

(۶)......دینی مدارس میں جو اس قسم کے بکرے آتے ہیں ان کو ہرگز قبول نہ کریں (یا تو واپس کر دیں

یا کم از کم عقیدہ کی اصلاح اور آئندہ کے لئے اس خرابی سے بچنے کی تاکید کے ساتھ ضائع ہونے سے بچانے کی خاطر قبول کرلیں)

(۷)......علماء کی اس خرابی پر خاموشی بلکہ اس سے بڑھ کر چپ چاپ ایسے بکروں کو دینی مدارس کے لئے قبول کرلینے کی وجہ سے اس گمراہی کی تائید ہوتی ہے۔

بکرے کے صدقہ کی نیت کر لینے کے بعد شرعی حکم

اگر کسی نے نیت کرلی کہ میرا فلاں کام ہوجائے مثلاً بیمار صحت یاب ہوجائے، یا فلاں مسئلہ حل ہوجائے تو ایک بکرا صدقہ میں دوں گا، تو کیا وہ کام ہوجانے کے بعد کی گئی نیت کے مطابق بکرا دینا ضروری ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ضروری نہیں ہوگا، کیونکہ صرف نیت کرلینے سے کوئی کام لازم نہیں ہوتا، اور صرف نیت کرلینا شرعاً نذر (یعنی منت) نہیں، البتہ اگر کوئی اپنی نیت کے مطابق عمل کرنا چاہے تو اس کے لئے افضل اور بہتر اور زیادہ کارِ خیر کی بات یہ ہوگی کہ درمیانی درجہ کے بکرے کی قیمت یا اتنی مالیت کی کوئی ایسی چیز جو غریبوں کے لئے زیادہ کارآمد ہو صدقہ کردے۔

بکرے کے صدقہ کی منت مان لینے کے بعد شرعی حکم

اسی طرح اگر کسی نے نیت کے بجائے زبان سے نذر (منت) مان لی ہو کہ اگر فلاں کام ہوگیا مثلاً فلاں مسئلہ حل ہوگیا تو ایک بکرا صدقہ دوں گا، یا ایک بکرا ذبح کروں گا تو کیا اس صورت میں اس کو بکرا دینا یا بکرا ذبح کرنا ضروری ہوگا؟ اس کا جواب بھی نفی میں ہے، یعنی اس صورت میں بھی نہ تو خاص بکرا صدقہ کرنا ضروری ہوگا اور نہ ہی ذبح کرنا ضروری ہوگا، اور اصل منت اتنی مالیت کے صدقہ کے ساتھ متعلق ہوگی یعنی اتنی مالیت کی رقم یا کسی اور چیز سے صدقہ کردینا جائز ہوگا اور اگرچہ مذکورہ صورت میں مسئلہ کی رو سے فی نفسہٖ زندہ یا ذبح کرکے بکرا صدقہ کرنا بھی جائز تھا، مگر بکرے کے صدقے میں پیدا شدہ خرابیوں اور مفاسد کی بناء پر کسی دوسری مالیت سے صدقہ کرنا ہی متعین اور ضروری ہوجائے گا، کیونکہ مفاسد اور خرابیوں کی وجہ سے جہاں ایک طرف صدقہ کا ثواب ضائع ہوجاتا ہے، اسی کے ساتھ گناہ بھی لازم آجاتا ہے اور گناہ والا پہلو منت میں معتبر بلکہ جائز بھی نہیں

ہوگا۔ [1]

اس مسئلہ کی قدرے تفصیل درج ذیل ہے۔

عباداتِ مالیہ میں اصل عباداتِ مقصودہ ذبح کرنا نہیں (لانہٗ اتلاف) بلکہ صدقہ کرنا ہے، البتہ جہاں ذبح کرنا عباداتِ مقصودہ کے طور پر ثابت ہو وہاں ذبح کرنا ضروری ہے، اور ذبح کا عباداتِ مقصودہ ہونا قربانی، حج میں دمِ شکرودمِ جنایت اور عقیقہ کے علاوہ کہیں ثابت نہیں، اور منت معتبر ہونے کے لئے جہاں شرعاً یہ ضروری ہے کہ جس چیز کی منت مانی جائے اس جنس کی کوئی عبادت شرعاً فرض، واجب ہو، وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ جس چیز کی متعین طریقہ پر منت مانی جارہی ہے وہ بذاتِ خود عباداتِ مقصودہ ہو۔

اور یہ بات جانور کے مروجہ صدقہ کے اندر پائی نہیں جاتی (کیونکہ نہ تو یہ عیدالاضحیٰ والی قربانی ہے اور نہ حج والی اور نہ ہی یہ عقیقہ ہے) اور عرف ورواج میں بھی بکرے کے صدقہ یا ذبح سے مقصود اس کے گوشت کا صدقہ ہوتا ہے، اسی لئے ذبح کے بعد اس کے گوشت کا صدقہ کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے، اور اگر ذبح مقصود ہوتا تو جانور میں قربانی والی شرائط کا لحاظ کرتے اور اگر پھر بھی کہا جائے کہ اس سے مقصود ذبح ہے تو جانور میں قربانی والی شرائط کا پایا جانا ضروری ہوگا، لانــہ هــو المعهود ۔اس لئے شرعاً وعرفاً خاص بکرے کا صدقہ یا اس کو ذبح کرنا ضروری نہیں، اتنی مالیت کی رقم یا کوئی اور چیز صدقہ کردی جائے۔

چنانچہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ”قربانی سے مراد اگر مطلق ذبح ہے تب تو کسی زمان کی قید نہ ہوگی اور اگر تضحیہ (قربانی) مراد ہے تو ایامِ نحر (قربانی کے دنوں) کی قید ہوگی، اور نیز ذبح مراد لینے میں یہ بھی اختیار ہے خواہ ذبح کر کے تصدق (صدقہ) کرے یا بکری کی قیمت کا تصدق کردے اور بیچ ڈالنے کے بعد بھی دونوں اختیار ہیں خواہ دوسری بکری خرید کر ذبح وتصدق کرے، خواہ وہ قیمت تصدق کردے، اور اگر تضحیہ (قربانی) مرادلیا ہے اور پھر بیچ ڈالا تو اگر کسی خاص

---

[1] ”لِقَوْلِهٖ تعالیٰ لَاتُبْطِلُوْا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى“ کما مر بحوالة امدادالفتاویٰ
”لانه اعتقاد من غير دليل فيكون العمل معه بدعة وبالبدعة لاينعقد النذر “

سال کی قید لگائی تھی تو اس کی قیمت کا تصدق کردے، اور اگر تضحیہ میں کسی سال کی قید نہ لگائی تھی تو ایامِ نحر میں اُس قیمت کی بکری خرید کر قربانی کرے، وکل ہذا ظاہر من القواعد‘‘
(امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۵۵۸، ۵۵۹)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

’’فقہاء نے تصریح کی ہے کہ ذبح کرنا غیر ایامِ اضحیہ میں قربتِ مقصودہ نہیں، اور یہ بھی تصریح کی ہے کہ منذور بہ کا قربتِ مقصودہ ہونا چاہئے، پس اگر نذر بالذبح میں صرف ذبح سے پوری ہو جائے تو لازم آتا ہے کہ منذور بہ غیر قربتِ مقصودہ ہو وھو باطل، اس سے معلوم ہوا کہ تصدق کو لازم کیا جائے گا، تاکہ اس کے انضمام سے وہ قربتِ مقصودہ ہو جائے، اس قاعدہ سے یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ تصدق واجب ہوگا، نیز ناذر کا قصد اس نذر ذبح سے یقیناً تصدق کا ہوتا ہے، پس عرفاً نذر بالذبح کا لفظ مستعمل نذر لمجموع الذبح والتصدق میں ہے، اور اس مجموع کے نذر میں فقہاء نے انعقادِ نذر کی تصریح کی ہے‘‘ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۵۵۷)

اور حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’اضحیہ کے سوا نذرِ ذبح سے نذرِ تصدقِ لحم مقصود ہے، ورنہ نفسِ ذبح کی نذر صحیح نہیں، اس لئے کہ اضحیہ کے سوا ذبحِ حیوانات عباداتِ مقصودہ نہیں، جب ذبح مقصود نہیں بلکہ تصدقِ لحم مقصود ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ ذبحِ حیون واجب نہیں بلکہ اختیار ہے چاہے یہ بکرا ذبح کر کے گوشت صدقہ کرے یا بکرا زندہ صدقہ کردے یا اس کی قیمت صدقہ کرے یا قیمت کے برابر کوئی دوسری چیز‘‘ (احسن الفتاویٰ ج ۵ ص ۴۸۳، کتاب الایمان)

دوسرے موقع پر فرماتے ہیں:

’’اصولِ شرع کے تحت بھی یہی صحیح ہے کہ نذر ذبح میں لحم واجب التصدق ہے، نذر تضحیہ میں نہیں، البتہ نذر تضحیہ میں تصدق لحم کی نیت بھی کی ہو تو تصدق واجب ہوگا۔
نذر ذبح و نذر تضحیہ میں یہ تفریق اصولاً اس لئے لازم ہے کہ نذر تضحیہ میں اگر تصدقِ لحم کی

نذر نہیں کی تو یہ واجب التصدق کیوں ہوا؟ وجوبِ تضحیہ وجوبِ تصدق کو مستلزم نہیں اور نذرِ ذبح میں فعلِ ذبح عبادت نہیں، اس لئے نذرِ ذبح تصدق لحم کو مستلزم ہے، ورنہ فعل عاقل کا ابطال لازم آتا ہے جو عقلاً وشرعاً کسی طرح بھی صحیح نہیں۔ نذرِ ذبح میں نذرِ تصدق کا عرف ہے، اگر یہ عرف نہ بھی ہوتا تو بھی تصحیح فعل عاقل کے لئے عقلاً وشرعاً اس کو نذرِ تصدق قرار دیا جائے گا۔ غرضیکہ نذرِ ذبح کا نذرِ تصدق کو مستلزم ہونا تسلیم نہ کیا جائے تو یہ نذر ہی صحیح نہیں، اور استلزام تسلیم کرلیا جائے تو صحت نذر و وجوبِ تصدق دونوں اصولِ شرع کے مطابق ہیں۔ فعل ذبح عبادت نہ ہونے کے باوجود اس کی نذر صحیح ہونے میں اشکال کا جواب امداد الفتاویٰ میں یوں دیا ہے:

''اس میں ورودِ نص کی وجہ سے اس کی صحت خلافِ قیاس ہے'' (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۵۱۷)

عبادتِ مالیہ سے متعلق چند شرعی وعلمی قواعد

آخر میں اہلِ علم کی دلچسپی کے لئے اس سلسلہ میں چند علمی واصولی باتیں بیان کی جاتی ہیں:

(۱)...... عبادتِ مالیہ یا تقرب بالمال کی دو قسمیں ہیں، ایک بطریقِ تملیک، جیسے زکوٰۃ وصدقات، دوسرے بطریقِ اتلاف جیسے غلام آزاد کرنا، اور اضحیہ میں (حج میں دمِ شکر و دمِ جنایت اور عقیقہ حکماً اضحیہ میں داخل ہے) تملیک واتلاف دونوں عناصر پائے جاتے ہیں، اتلاف بشکلِ ذبح، اور تملیک بشکلِ گوشت تبرعاً۔ مندرجہ بالا دونوں قسموں کو تقرب بالتصدق اور تقرب باراقۃِ الدم سے بھی تعبیر کرسکتے ہیں، قربانی میں اراقۃِ دم اصل ہوتا ہے اور صدقہ میں تملیک اصل ہوتی ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ صدقہ میں اصل تقرب تملیکِ فقیر سے حاصل ہوتا ہے، اور اس میں اراقۃِ دم یعنی خون بہانا کوئی حیثیت نہیں رکھتا، جیسا کہ حج کی جنایات میں بعض جگہ صدقہ اور بعض جگہ دم لازم کیا گیا ہے اور حج میں دونوں ایک دوسرے کے مقابل یعنی قسیمین ہیں، لہٰذا جانور کے مروجہ صدقہ میں تقربِ مالیہ کی ایک قسم کو دوسری قسم میں شامل کردینا ہے اور اگر ذبح کو ہی اصل مقصود

وصدقہ سمجھ لیا جائے تو تقربِ مالیہ کی اقسام میں تحریف کر دینا ہے، جیسا کہ عوام کا عقیدہ ہے کہ اتنی مقدار کا بازار سے گوشت خرید کر صدقہ کرنا گوارا نہیں کیونکہ اس صورت میں ذبح واراقتِ دم نہیں پایا جاتا جو شریعت پر زیادتی ہونے کی وجہ سے بدعت اور بلاضرورت اتلاف ہے جو بعید نہیں کہ اسراف کے مفہوم میں داخل ہو کر بھی ممنوع نہ ہو۔ [1]

(۲)......اگر نص نہ ہوتی تو قربانی میں بھی اصل اور قیاس کا تقاضا تصدق تھا، مگر نص کی وجہ سے قیاس سے عدول کر کے اتلاف ونقصانِ مالیت کی طرف رجوع کیا گیا'' کمامر بحوالہ امداد الفتاویٰ وغیرہ''

اور جانور کی مروجہ رسم میں اتلاف وذبح کی کوئی نص موجود نہیں، لہٰذا یہاں اصلی تصدق ہی معتبر ہوگا، اور قیاس واصل سے عدول کرنا جائز نہ ہوگا۔ [2]

(۳)......تقرب باراقتِ دم کے لئے مخصوص شرائط ہیں، اگر وہ فوت ہو جائیں تو یہ

---

[1] اعلم بان القرب المالية نوعان نوع بطريق التمليك كالصدقات ونوع بطريق الاتلاف كالعتق ويجتمع فى الاضحية معنيان فانه تقرب باراقةِ الدم وهواتلاف ثم بالتصدق باللحم وهو تمليك(المبسوط ج٦الجزء الثانى عشرص١٠ باب الاضحية ،كتاب الذبائح)

اعلم ان القربة المالية نوعان نوع بطريق التمليك كالصدقات ونوع بطريق الاتلاف كالاعتاق والاضحية وفى الاضحية اجتمع المعنيان فانه يتقرب باراقة الدم وهواتلاف ثم بالتصدق باللحم فيكون تمليكا(البحرالرائق ج٨ص١٧٣ كتاب الاضحية)

اعلم ان القربة المالية نوعان نوع بطريق التمليك كالصدقات ونوع بطريق الاتلاف كالاعتاق والاضحية وفى الاضحيةاجتمع المعنيان فانها تقرب باراقة الدم وهو اتلاف ثم بالتصرف فى اللحم يكون تمليكا واباحةً(تبيين الحقائق ج٦ ص٢ كتاب الاضحية ، سبب الاضحية وشرائطها)

[2] التضحيةثبتت قربة بالنص واحتمل ان يكون التصدق بعين الشاة اوقيمتهااصلاً لانه هوالمشروع فى باب المال كمافى سائرالصدقات الاان الشرع نقل من الاصل الى التضحية وهونقصان فى المالية (كشف الاسرار ج١ ص٣٤٢ باب الامر،القضاء نوعان اما بمثل معقول واما بمثل غيرمعقول)

الاصل فى الاموال التقرب بالتصدق بهالابالاتلاف وهوالاراقة الاان الشارع نقله الى اراقة دمها مقيدة بوقت مخصوص حتى انه يحل اكل لحمهاللمالك والاجنبى والغنى والفقير ،لان الناس اضياف الله تعالىٰ فى هذاالوقت (الموسوعة الفقهية ،ماده اضحية)

تقرب باراقۃِ دم سے نکل کر تقرب بالتصدق کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔

جبکہ جانور کی مروجہ صدقہ کی رسم میں سرے سے تقرب باراقۃِ دم کا وجود ہی نہیں، پھر اس میں خون بہانے کو تقرب یعنی عبادت وثواب سمجھنے کی کیسے گنجائش ہوسکتی ہے۔ ؎۱

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان

۱۹/۴/۱۴۲۷ھ 20/مئی/2010ء بروز جمعرات

اضافہ واصلاح: ۱۵/شعبان/۱۴۳۱ھ 28/جولائی/2010ء

دارالافتاء ادارہ غفران، چاہ سلطان راولپنڈی، پاکستان

؎۱ فاذافات معنى التقرب الى الله تعالىٰ باراقة الدم يتعين التقرب الى ا للّٰہتعالىٰ بالتصدق وذالک بالصرف الى الفقراء دون الاغنياء(المبسوط للسرخسي ج۲الجزء الرابع ص ۱۶۲ باب النذر،عطب الهدى فى الطريق ،كتاب المناسک)

ولنا ان هذه (اى صدقة ا لفطر)صدقة مالية فلاسقط بعد الوجوب الابالاداء كزكاة المال ولانقول الاضحية تسقط بل ينتقل الواجب الى التصدق بالقيمة لان اراقة الدم لاتكون قربة الافى وقت مخصوص اومكان مخصوص ،فاماالتصدق بالمال فهوقربة فى كل وقت(المبسوط للسرخسي ج ۲الجزء الثالث ص ۱۲۲ باب صدقة الفطر)

ولانه متمكن من التقرب بالتصدق فى سائرالاوقات ولايتمكن من التقرب باراقة الدم الافى هذه الايام ....واما بعد مضى ايام النحرفقد سقط معنى التقرب باراقة الدم،لانها لاتكون قربة الافى مكان مخصوص وهوالحرم وفى زمان مخصوص وهوايام النحر ،ولكن يلزمه التصدق بقيمة الاضحية اذاكان ممن تجب عليه الاضحية ،لان تقربه فى ايام النحر كان باعتبار المالية فيبقى بعد مضيها ،والتقرب بالمال فى غيرايام النحر يكون بالتصدق ،ولانه كان يتقرب بسببين اراقة الدّم،والتصدّق باللحم وقد عجز عن احدهماوهوقادر على الاخر فياتى بما يقدر عليه (المبسوط للسرخسي ملخصاً ج۶الجزء الثانى عشرص۸ ۱ باب الاضحية،اول وقت الاضحية)